غائبانہ نمازِ جنازہ کی شرعی حیثیت

مناظر اسلام
حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

میلاد پبلیکیشنز

غائبانہ نماز جنازہ کی شرعی حیثیت

مناظر اسلام
حضرت مولانا محمد کاشف اقبال مدنی

[illegible] پبلیکیشنز

۷۸۶
۹۲

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نامِ کتاب	------	غائبانہ نمازِ جنازہ کی شرعی حیثیت
مصنف	------	حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی سرپرست انجمن فکرِ رضا، پاکستان
کمپوزنگ	------	ایمان کمپوزنگ سنٹر (محمد ابصار) 0300-8494385
ناشر	------	محمد امجد علی عطاری
اشاعتِ اُولیٰ	------	ستمبر 2004ء
صفحات	------	80
تعداد	------	1100
قیمت	------	36 روپے

فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
6	انتساب	1
7	وجۂ تالیف	2
10	غائبانہ نمازِ جنازہ جائز نہیں	3
10	غائبانہ نمازِ جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہے	4
11	خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور غائبانہ نمازِ جنازہ	5
11	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور غائبانہ نمازِ جنازہ	6
11	حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور غائبانہ نمازِ جنازہ	7
12	حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور غائبانہ نمازِ جنازہ	8
12	حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور غائبانہ نمازِ جنازہ	9
13	سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا معمول مبارک	10
13	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت	11
13	لمحۂ فکریہ	12
14	وہابیوں کی دھوکہ منڈی	13

14	وہابیہ کے دلائل اوران کے منہ توڑ جوابات	16
15	غائبانہ نمازِ جنازہ وہابی اکابر کی نظر میں	26
16	امام الوہابیہ ابن قیم	26
17	عبداللہ روپڑی	27
18	مولوی عبدالرؤف	29
19	خودساختہ اہلحدیثوں کے خودساختہ شہیدوں کے خودساختہ غائبانہ نمازِ جنازہ	34
20	زندہ آدمی کوشہید قرار دینے کا ثبوت	34
21	وہابیوں کی ترجمان جماعت لشکرِ طیبہ کی دھوکہ منڈی	35
22	وہابیوں کی دہشت گردی	38
23	نام نہادِ لشکرِ طیبہ خود وہابی اکابر ورسائل کی نظر میں	38
24	ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور کی گواہی	38
25	محمد حسین شیخوپوری کے صاحبزادے کا الدعوۃ کے رد میں تفصیلی مضمون	39
26	مرکز الدعوۃ والارشاد اور جہاد	40
27	فرض عین اور فرض کفایہ	43
28	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ جہاد	44
29	ہفت روزہ اہل حدیث لاہور	48
30	مولانا اختر محمدی کا دعویٰ	51

31	50 سوالات پرمبنی جہادی سوالنامہ	51
32	جماعت الدعوۃ لشکر طیبہ کی دہشت گردی وہابی مولوی عبدالحفیظ کے لڑکے کا قتل	62
33	مرکز طیبہ کی دہشت گردی کے خلاف اہلحدیث عالم کا احتجاج	63
34	وہابی مولوی عبدالحفیظ کے دوعدد خطوط الدعوہ کی نقاب کشائی	67
35	کھڑے راہزن بشکل راہبر	69
36	جھوٹ ہی جھوٹ	71
37	دعوت غور وفکر	71
38	پروفیسر طالب الرحمن پنڈوی	72
39	الدعوہ والوں کے شہیدوں کے غائبانہ جنازوں پر وہابی مفتی کا تبصرہ	73
40	ماخذ ومراجع	75
41	وہابی مذہب کی کتب	76

انتساب

امام الائمہ کشف الغمہ حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

امام اہل سنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ محمد احمد رضا خان حنفی بریلوی قدس سرہ العزیز

آفتاب علم وحکمت منبع رشد وہدایت محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ فیصل آبادی

نائب محدث اعظم شیخ طریقت وشریعت فنافی الرضا مولانا ابو محمد محمد عبد الرشید صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

شیر اہل سنت مجاہد اسلام عاشق غوث الوریٰ حضرت مولانا مفتی محمد عنایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف سانگلہ ہل

کے نام

دعاؤں کا طالب

محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

سرپرست انجمن فکر رضا

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام

سمندری ضلع فیصل آباد

۱۴ ربیع الاول شریف ۱۴۲۷ھ

0300-4128993

وجہ تالیف

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ اب نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی کے لیے کسی نبی کا آنا ممنوع ہو گیا۔ تبلیغ دین کا کام سرور کائنات ﷺ کی اُمت کے علماء کریں گے۔ یہی وجہ ہے علمائے اسلام، محدثین کرام، فقہائے کرام علیہم الرضوان نے اس کام کو باحسن سرانجام دیا۔ قرآن و سُنت پر جتنا کام ان فقہاء کرام و محدثین عظام نے کیا، وہ یقیناً اُمت مسلمہ پر ان کا عظیم احسان ہے اور پوری اُمت ان کے اس کام کی مرہون منت ہے۔ ہم ان اَئمہ کے توسط سے شریعت میں رہنمائی حاصل کرتے ہیں، اس کو تقلید کہتے ہیں۔ پوری اُمت مسلمہ اس پر عامل ہے اور رہی ہے مگر انگریز کے منحوس قدم برصغیر میں لگتے ہی اس کے تنخواہ دار ایک گروہ جسے وہابی کہا جاتا ہے، نے ان اَئمہ، محدثین کرام اور فقہائے کرام کے خلاف طوفان بدتمیزی پیدا کر دیا اور ان کی عظیم خدمات کو مشکوک بنانے کی پوری کوشش کی ان وہابیوں نے اَئمہ کے خلاف ایک مہم یہ شروع کی ہے کہ ان اَئمہ کے اخذ کردہ مسائل قرآن اور سُنت کے خلاف ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

قارئین کرام! کتنے ظلم کی بات ہے کہ جن مقدس ہستیوں کے وسیلہ جلیلہ سے ہم تک دین اسلام پہنچا اللہ تعالیٰ نے ہمیں نعمت ایمان سے سرفراز فرمایا ان مبارک

ہستیوں کو ہی مخالفینِ قرآن وسُنّت قرار دے دیا اور تقلید کو شرک قرار دے کر پوری اُمت مسلمہ، جمیع محدثین اور فقہاء سمیت سب کو مشرک قرار دے دیا۔ نعوذ باللہ۔

حالانکہ اگر تقلید کو شرک کہنے والے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو انہیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ وہ خود بھی اس خود ساختہ شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ قرآن وسُنّت کو ماننا بھی فقط اس تقلید کی بنا پر ہے۔ اس لیے کہ خدا اور رسول نے ڈائریکٹ (Direct) تو ان چیزوں کو اپنا کلام قرار نہیں دیا صرف اُمت نے کہا کہ یہ اللہ کا کلام قرآن ہے۔ تو ان لوگوں نے مان لیا۔ یہ حدیث ہے بخاری نے کہا، فلاں نے کہا تو یہ مان لیا کہ یہ حدیث ہے۔ حالانکہ خود رسول اللہ ﷺ نے ان روایات کو اپنی احادیث قرار نہیں دیا تو یقیناً یہ لوگ اپنی اس خود ساختہ شرک تقلید کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں کسی بھی خوشی کے موقع پر اجتماعیت ایک فطری عمل ہے اور یہ موقع میت کے متعلقین کے لیے نہایت پریشانی کا موقع ہوتا ہے مگر یہ وہابیہ اس موقع پر فتویٰ بازی سے باز نہیں آتے کہ تمہارا فلاں کام بدعت ہے، ناجائز ہے فلاں کام یوں ہے وغیرہ وغیرہ۔ بعض اصحاب کے اصرار پر فقیر نے نماز جنازہ کے مسائل جن میں وہابیہ بہت شور کرتے ہیں، پر مدلل تفصیلی کام شروع کر دیا اور پھر اسے مستقل ''کتاب الجنائز'' کی صورت میں مدوّن کرنے کا عزم مصمم کر لیا۔ بحمد اللہ اس پر کام جاری ہے اس میں ایک مسئلہ غائبانہ نماز جنازہ کا بھی ہے۔ اس پر فقیر نے ایک تفصیلی مضمون لکھا ہے۔ احباب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ چونکہ عام ہوتا جا رہا ہے اور وہابیہ اس پر بڑی چیلنج بازی کرتے نظر آتے ہیں اس لیے اس مضمون کو علیحدہ شائع کر دیا جائے سو وہ آپ حضرات کے پیشِ خدمت ہے۔ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے۔ نماز جنازہ کے

دیگر مسائل مثلاً قرأت علی الجنازہ، مسجد میں نماز جنازہ، آہستہ جنازہ، رفع یدین وغیرہ مسائل پر بھی فقیر نے کتاب الجنائز میں تفصیلی لکھا ہے۔

اللہ پاک کے فضل وکرم سے موت سے لے کر غسل اور کفن ودفن تک تمام مسائل پر لکھنے کا کام جاری ہے۔ انشاء اللہ اور جلد ہی وہ بھی آپ کے سامنے ہوگا۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اسے قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

پیر طریقت رہبر شریعت جانشین نائب محدث اعظم مولانا صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مسئلہ غائبانہ جنازہ کو علیحدہ شائع کیا جارہا ہے۔

دعاؤں کا طالب

محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام

سمندری ضلع فیصل آباد

غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں

اہل سنت وجماعت کا موقف ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔ مگر وہابیہ بڑے زور وشور سے اس پر عامل ہیں بلکہ اگر یوں بھی کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ حاضر میت کے جنازہ سے زیادہ ان لوگوں کا جوش وخروش غائبانہ جنازہ کے لیے ہوتا ہے۔ آج کل عموماً شہروں میں جلسوں کے اشتہارات کے ساتھ ساتھ وہابیہ غائبانہ جنازوں کے اشتہار بھی شائع کرتے ہیں۔ لاؤڈ سپیکروں پر اعلان کرتے پھرتے ہیں اس پر بڑے اہتمام کیے جاتے ہیں حالانکہ ان میں سے کوئی کام بھی سرورِ کائنات ﷺ سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔

غائبانہ نمازِ جنازہ حضور ﷺ کی سُنّت نہیں ہے:

حضور سرورِ کائنات ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں بے شمار صحابہ کرام ایسے ہیں، جن کا انتقال مدینہ منورہ میں نہ ہوا۔ مگر آپ ﷺ نے ان میں سے کسی ایک کی بھی نماز جنازہ غائبانہ نہ پڑھی۔ اتنے جلیل القدر صحابہ کرام دور دراز علاقوں میں جنگوں میں شہید ہوئے۔ مگر یہ کہیں بھی ثابت نہیں ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ نے ان میں سے کسی ایک کی نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی ہو۔

بلکہ وہابیہ کے امام ابن قیم نے خود بھی یہ تسلیم کیا ہے۔

ولم یکن من ھدیه وسنته علی کل میت غائب۔ فقد مات خلق کثیر من المسلمین وھم غیب فلم یصل علیھم۔

غائبانہ نماز جنازہ نہ آپ ﷺ کا ہدیہ ہے اور نہ آپ ﷺ کی سُنّت مبارکہ، مسلمانوں میں بہت سے لوگ فوت ہوئے۔ اور وہ آپ ﷺ سے غائب بھی تھے آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ فرمائی۔ (زاد المعاد صفحہ ۱۶۳)

اسی بات کو امام زرقانی نے بھی نقل کیا ہے۔ (زرقانی شرح موطا صفحہ ۵۹ جلد ۲)

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور غائبانہ نماز جنازہ:

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفائے راشدین کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین۔

تم پر میری سُنّت اور میرے خلفائے راشدین کی سُنّت لازم ہے۔

(جامع ترمذی صفحہ ۹۲ جلد ۲، سنن ابوداؤد صفحہ ۲۷۹ جلد ۲، سنن ابن ماجہ صفحہ ۵، صحیح ابن حبان صفحہ ۶-۱۹۵ جلد ۱، مسند امام احمد صفحہ ۱۶۰ جلد ۴، مستدرک صفحہ ۱۹۸ جلد ۱، سنن دارمی صفحہ ۵۷ جلد ۱، سنن کبریٰ للبیہقی صفحہ ۱۱۴، جلد ۱۰، شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۶۷ جلد ۶، الاعتقاد للبیہقی صفحہ ۲۲۹، المسند المستخرج علی صحیح الامام المسلم صفحہ ۳۵۰ جلد ۱، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم صفحہ ۲۲۰ جلد ۵، المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۲۲۵ جلد ۱۸، مسند الشامیین صفحہ ۲۵۴ جلد ۱، کتاب الثقات لابن حبان صفحہ ۴ جلد ۱، السنۃ لابن ابی عاصم صفحہ ۲۹ جلد ۱، السنۃ للمروزی صفحہ ۲۷-۲۶، السنن الواردۃ فی الفتن صفحہ ۲۷۴ جلد ۲، الشریعۃ للاجری صفحہ ۴۶، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۰)

آیئے غائبانہ نمازِ جنازہ کے بارے میں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے مبارک عمل کو دیکھ لیتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور غائبانہ نمازِ جنازہ:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہزاروں مسلمان جن میں بے شمار صحابہ کرام قرّا اور حفاظ شامل تھے مسیلمہ کذاب کے خلاف کی گئی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، مگر کسی ایک بھی مسلمان کا غائبانہ جنازہ پڑھنا آپ سے ثابت نہیں ہے اور نہ کسی اور نے ان میں سے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال باکمال ہوا تو آپ کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا کسی صحابی سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور غائبانہ نمازِ جنازہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ہے جسے اسلام کا سنہری دور بھی کہا جاتا ہے۔ اس دور میں اسلام کو بہت

سی فتوحات حاصل ہوئیں مختلف محاذوں پر جہاد کرتے ہوئے بے شمار صحابہ کرام اور دیگر مسلمان شہید ہوئے مگر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی نے ان شہداء میں سے کسی ایک کا بھی غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھا خود سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت عظیم سانحہ تھی پر کسی صحابی سے ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور غائبانہ نمازِ جنازہ:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ہے۔اس دور میں اسلامی حکومت کی سرحدیں وسیع سے وسیع تر ہونے لگیں، بے شمار صحابہ کرام مدینہ منورہ سے باہر دور دراز ممالک میں کفار سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے ،مگر ان میں سے کسی ایک کی غائبانہ نمازِ جنازہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں ادا نہ فرمائی۔اور نہ ہی کسی دوسرے صحابی نے کہیں ایسا کیا۔خود حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ظلماً شہید ہوئے۔ان کی شہادت تاریخِ اسلام کا عظیم سانحہ ہے آپ کی نمازِ جنازہ میں سبائیوں نے صرف چند افراد کو شرکت کرنے دی باقی بے شمار صحابہ کرام تابعین عظام علیہم الرضوان اس جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔مگر اس کے بعد کسی بھی صحابی سے آپ کا غائبانہ جنازہ پڑھنا ہرگز منقول نہیں ہے۔اگر غائبانہ نمازِ جنازہ جائز ہوتا یا سنّت ہوتا تو صحابہ کرام سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا غائبانہ نمازِ جنازہ ضرور ادا کرتے۔مگر ایسا ہرگز نہ ہوا۔جو اس کی بیّن دلیل ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور غائبانہ نمازِ جنازہ:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کے دورِ خلافت میں بے شمار مسلمان دور دراز علاقوں میں فوت ہوتے رہے یا شہید ہوتے رہے مگر ان میں سے کسی ایک کا بھی آپ نے غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔اور آپ کی شہادت کے بعد کسی صحابی کا آپ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا منقول نہیں ہے۔

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا معمول مبارک:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے بعد امام حسن مجتبے رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ہے آپ کے دورِ خلافت میں بھی کوفہ سے دور دراز علاقوں میں مسلمان فوت ہوتے رہے مگر کسی کا بھی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا آپ سے منقول ہرگز نہیں۔ پھر سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو کسی بھی صحابی یا تابعی سے آپ کی غائبانہ جنازہ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت تاریخِ اسلام کا سب سے زیادہ فتوحات والا دور ہے۔ آپ کے ۲۲ سالہ دورِ حکومت میں بھی کسی مسلمان کا غائبانہ جنازہ آپ نے نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی دوسرے صحابی تابعی نے غائبانہ جنازہ پڑھا۔

لمحہ فکریہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں کسی ایک بھی شہید کا غائبانہ جنازہ پڑھا جانا منقول نہیں ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مبارک دور میں کسی ایک بھی مسلمان کا غائبانہ جنازہ پڑھا جانا ثابت نہیں ہے۔

تابعین تبع تابعین علیہم الرضوان کے دورِ مبارک میں بھی اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی بھی مسلمان کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا ہو۔

ان تینوں ادوار میں غائبانہ جنازہ نہ پڑھا جانا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ یہ جائز نہیں ہے ورنہ خدا لگتی کہیے یہ کیسی سنّت ہے جس سے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین ناواقف رہے۔

حالانکہ اس مبارک دور کی عظمت خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے ارشاد فرمایا کہ:

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔

"سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر میرے بعد کے پھر اس کے بعد کے۔(تابعین، تبع تابعین)"

(جامع ترمذی صفحہ ۴۶ جلد ۲، مشکوۃ المصابیح صفحہ ۵۵۳، صحیح بخاری صفحہ ۵۱۵ جلد ۱، صحیح مسلم صفحہ ۳۰۹ جلد ۲، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۵۴۹ جلد ۷، مسند احمد صفحہ ۲۲۸ جلد ۲ (واللفظ الاول)

مقامِ حیرت ہے خیر القرون کے دور کے مسلمان تو اس سُنّت سے نابلد رہے مگر پندرھویں صدی میں انگریز کے نمک خواروں کو اس سُنّت کا علم ہو گیا۔

غور فرمایئے! کہ یہ حضرات صحابہ کرام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے لاپروان تھے کیا ان میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر عمل کا اتنا بھی جذبہ نہیں تھا جتنا آج پندرھویں صدی کے وہابیوں میں ہے۔(معاذ اللہ)

وہابیوں کی دھوکہ منڈی:

(وہابی نجدیوں میں شہید کا جنازہ ہی نہیں تو غائبانہ جنازہ شہیدوں کا کیوں پڑھتے ہیں؟)

آج وہابی بڑے دھڑلے سے اپنے نام نہاد شہیدوں کا جنازہ پڑھتے ہیں اور اس کا بڑا اہتمام کرتے ہیں سپیکروں پر اعلان کرتے ہیں مگر یہ وہابیوں کی دھوکہ منڈی کو دیکھیے کہ وہابی مذہب میں شہید کا جنازہ ہی جائز نہیں خواہ وہ حاضر میت ہی کیوں نہ ہو چند ایک حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ:

"حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہیدوں کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی اور نہ ان کو غسل دیا۔ معلوم ہوا شہید کو بغیر غسل اور جنازہ پڑھنے کے دفن کرنا چاہیے"۔(صلوۃ الرسول صفحہ ۴۴۱)

وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ:

"شہید نے چونکہ اپنے عمل سے ہر درجہ پایا ہے اس لیے اس کی بزرگی اور عظمت ظاہر کرنے کے لیے اس کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا"۔

(فتاویٰ علمائے حدیث صفحہ ۵۴ جلد ۵، فتاویٰ اہلِ حدیث صفحہ ۱۱۵ جلد ۲)

وہابی مولوی نورالحسن بھوپالی نے بھی یہی لکھا ہے کہ شہید کا جنازہ نہ پڑھا جائے مزید لکھتے ہیں کہ شہداء پر نمازِ جنازہ کے اثبات میں متعدد اسناد کے ساتھ احادیث وارد ہیں لیکن ان تمام احادیث میں کلام ہے۔ (عرف الجادی صفحہ ۵۴)

وہابیہ کے مولوی وحید الزمان حیدرآبادی لکھتے ہیں کہ:

''اہلِ حدیث کے نزدیک شہید پر نماز (جنازہ) نہ پڑھنا چاہیے''۔

(سنن ابن ماجہ مترجم صفحہ ۵۴۲ جلد ۱ طبع لاہور)

وہابی عالم محی الدین لکھتے ہیں کہ:

''شہید کے جنازے کی نماز نہیں ہے''۔ (فقہ محمدیہ صفحہ ۷۲ جلد ۱ طبع سرگودھا)

وہابیہ کے ڈاکٹر شفیق الرحمٰن لکھتے ہیں کہ:

''نبی ﷺ نے شہداء کو خون سمیت دفنانے کا حکم دیا۔ ان پر نماز جنازہ پڑھی نہ ان کو غسل دیا''۔ (نمازِ نبوی صفحہ ۲۹۵)

وہابیہ کے امام قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ:

''**ولا یصل علی...... الشھید**۔ شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

(الدرر البھیہ عربی صفحہ ۹ مترجم صفحہ ۱۲ طبع لاہور)

جب ان کے ہاں شہید کا تو حاضریت کا جنازہ ہی نہیں ہے تو یہ اپنے نام نہاد شہیدوں کے غائبانہ جنازے پڑھ کر ڈرامہ کیوں کرتے ہیں۔ صرف اور صرف لوگوں سے پیسے بٹورنے کے لیے اور بس۔

وہابیہ کے دلائل اور ان کے منہ توڑ جوابات

دلیل اول:

وہابیہ کے محدث زبیر علی زئی لکھتے ہیں کہ:

"نبی ﷺ نے نجاشی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ جنازہ پڑھا تھا"۔

(صحیح بخاری ۱۳۲۰ صحیح مسلم ۹۵۲ ماہنامہ الحدیث حضرو اکتوبر ۲۰۰۵ صفحہ ۲۰)

الجواب:

اولاً: صحیح بخاری شریف میں متعدد جگہ یہ حدیث نجاشی موجود ہے بخاری شریف کے کتاب الجنائز میں امام بخاری نے اس روایت کو اختلاف الفاظ کے ساتھ سات جگہ روایت کیا ہے مگر کسی ایک جگہ بھی حدیث میں غائب یا غائبانہ کا لفظ موجود نہیں اس طرح مسلم شریف اور دیگر کتب حدیث میں بھی کہیں حدیث میں غائب یا غائبانہ کا لفظ موجود نہیں ہے۔ یہ وہابی محدث زبیر علی زئی اور دیگر وہابی مولویوں کا دن دہاڑے سفید جھوٹ ہے۔ ہے کوئی وہابی مولوی جو بخاری و مسلم کی احادیث میں سے کہیں متن حدیث میں غائب یا غائبانہ کا لفظ دکھانے کی ذمہ داری لیتا ہے؟ مگر یاد رکھیے! کہ صبح قیامت تک وہابی مولوی غائب کا لفظ متن حدیث میں نہیں دکھا سکتے۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ۝

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ثانیا: ہو سکتا ہے کہ کوئی وہابی مولوی کہے کہ اگرچہ غائب کا لفظ حدیث میں موجود نہیں مگر حضرت نجاشی کی وفات حبشہ میں ہوئی۔ اور جنازہ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں پڑھا۔ تو ظاہر ہے کہ یہ جنازہ غائبانہ پڑھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت نجاشی کا وصال مدینہ شریف سے دور دراز علاقے سمندر پار ملک حبشہ میں ہوا۔ اس وقت ٹیلیفون، موبائل، ٹیلیویژن، ریڈیو، انٹرنیٹ وغیرہ کوئی سہولت موجود نہ تھی۔ تو آپ ﷺ کو بغیر ظاہری واسطے وسیلے سے اس کا علم ہوا، اس کا جواب موافق ومخالف کے پاس یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے علم ہوا۔ تو جنہیں قدرتِ خداوندی سے اس کا علم ہوا۔ اس قدرت خداوندی سے حضرت نجاشی کی میت آپ کے سامنے کردی گئی اور آپ نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھی۔ تو جنازہ غائبانہ نہ ہوا۔ بلکہ جنازہ حاضر میت پر تھا۔

ثالثاً: طویل مسافت کی وجہ سے جنازہ کو غائبانہ قرار دینا بربنائے قیاس ہے اور وہابیوں کے نزدیک قیاس کرنے والا شیطان ہے اور قیاس کار شیطان ہے تو گویا وہابیہ کا اس روایت سے استدلال شیطانیت ہے اور اس روایت سے استدلال کرنے والا وہابی مولوی زبیر علی زئی اور اس کے دیگر ہمنوا شیطان ہیں۔

رابعاً: پھر یہ جنازہ پڑھنے والے گواہی دیتے ہیں کہ یہ جنازہ غائبانہ ہرگز نہ تھا۔ بلکہ سرور کائنات ﷺ کے سامنے میت موجود تھی۔ چند ایک روایات درج کی جاتی ہیں۔

1- امام ابو حاتم ابن حبان اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ:

اخبرنا عبداللہ بن محمد بن سلیم حدثنا عبدالرحمٰن بن ابراھیم حدثنا الولید بن مسلم حدثنا الاوزاعی حدثنی یحیٰی بن ابی کثیر حدثنی ابو قلابہ عن عمہ عن عمران بن حصین قال انبانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان خاکم النجاشی رضی

الله عنه توفی فقوموا فصلوا علیه مقام رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم وصفوا خلفه وکبر اربعا وھم لا یظنون الا ان جنازته بین یدیه۔

"(بحذف اسناد) حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی تمہارے بھائی حضرت نجاشی کی وفات ہو گئی ہے۔ اور اٹھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ اور صحابہ کرام نے ان کے پیچھے صفیں باندھیں اور آپ نے ان پر چار تکبیریں کہیں (نماز جنازہ پڑھی) اور صحابہ کرام نہیں سمجھے تھے۔ مگر یہی کہ ان کا جنازہ آپ کے سامنے تھا۔ (صحیح ابن حبان صفحہ ۴۰ جلد ۶ طبع سانگلہ ہل)" سستن ررا وررا رکی مسلکے ا

2- امام احمد بن حنبلؒ روایت کرتے ہیں کہ:

ثنا عبدالصمد ثنا حرب بن یحیٰی ان ابا قلابة حدثه ان ابا المھلب حدثه ان عمران بن حصین رضی الله تعالٰی عنه حدثه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان اخاکم النجاشی توفی فصلوا علیه قال فصف رسول الله صلی الله علیه وسلم وصففنا خلفه فصلی علیه وما نحسب الجنازة الا موضوعة بین یدیه۔

(بحذف اسناد) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بھائی حضرت نجاشی کی وفات ہو گئی پس ان کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صف بنائی۔ اور ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بندی کی پس آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور ہم (صحابہ کرام) یہی سمجھتے تھے کہ میت آپ ﷺ کے سامنے رکھی ہوئی ہے۔ (مسند امام احمد صفحہ ۱۵ جلد ۳ طبع گوجرانوالہ)

الاستاذ مصطفیٰ بن احمد الطوی مدیر دارالحدیث الحسنیہ اور الاستاذ محمد عبدالکبیر البکری وزارت شہوان الریاط لکھتے ہیں کہ:

''اس روایت (عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث) کو امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اس کی اسناد جید (عمدہ) ہے اور امام احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے اور ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

(تعلیقات علی التمہید علی الموطا صفحہ ۳۳۲ جلد ۶ طبع لاہور)

وہابیہ کے محدث ناصر الدین البانی نے مسند امام احمد کی اس روایت بالا کے متعلق لکھا ہے کہ:

''اس کی اسناد صحیح اور متصل ہے''۔ (ارواء الغلیل صفحہ ۱۷۶ جلد ۳ طبع بیروت)

3- امام ابن عبدالبر مالکی روایت کرتے ہیں، کہ:

حدثنا محمد بن عبدالله قال حدثنا محمد بن معاوية قال حدثنا اسحاق بن ابی احسان قال حدثنا هشام بن عمار قال حدثنا عبدالحميد بن ابی العشرين قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی ابو المهاجر قال حدثنی عمران بن حصين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان اخاكم النجاشی قدمات فصلوا عليه مقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وصففنا خلفه فكبر عليه اربعا وما نحسب الجنازة الابين يديه۔

''(بحذف اسناد) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا بھائی نجاشی وفات پا گیا ہے۔ تو اس کا جنازہ پڑھو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بندی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر چار تکبیریں کہیں (نماز جنازہ پڑھی)

اور ہم نہیں سمجھے تھے میت کو مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے"۔

(تمہید لابن عبد البر صفحہ ۳۲۴ جلد ۶ طبع لاہور)

4- امام ابوعوانہ نے روایت کی ہے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اس روایت مذکور کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

فصلینا خلفه ونحن لاتری الا ان الجنازة قدامنا۔

"تو ہم نے آپ کے پیچھے جنازہ پڑھا۔ اور ہم یہی دیکھتے تھے کہ میت ہمارے آگے ہے"۔ (فتح الباری صفحہ ۳۳۲ جلد ۳، زرقانی علی المواہب صفحہ ۸۷ جلد ۸)

وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے صحیح ابن حبان اور ابی عوانی کی مذکورہ بالا روایات کو نقل کیا ہے اور اس پر کوئی جرح نہیں کی گویا ان کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ (نیل الاوطار صفحہ ۵۴ جلد ۴)

5- امام واحدی نے اپنی کتاب اسباب النزول میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا کہ:

کشف للنبی صلی اللہ علیه وسلم عن سریر النجاشی حتی راٰه وصلی علیه۔

حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا تخت (جس پر ان کی میت رکھی ہوئی تھی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے منکشف کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر اس پر نماز جنازہ پڑھی"۔ (زرقانی علی المواہب صفحہ ۸۷ جلد ۸، عمدۃ القاری صفحہ ۱۱۹ جلد ۸، فتح الباری صفحہ ۲۳۴ جلد ۳)

اس روایت کو وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے بھی نقل کیا ہے۔ (نیل الاوطار صفحہ ۵۴ جلد ۴)

معلوم ہوا، اس جنازہ کے شرکاء کے نزدیک حضرت نجاشی کا یہ جنازہ غائبانہ تھا ہی نہیں بلکہ حاضر میت پر جنازہ پڑھا گیا۔

خامسا: حضرت نجاشی کے جنازے والی روایت جن صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے ان کے عمل سے ہی بات متعین ہو جاتی ہے کہ یہ جنازہ غائبانہ نہ تھا بلکہ جنازہ

حاضر میت پر پڑھا گیا حضرت نجاشی کے جنازے کا واقعہ ۹ ھ کو پیش آیا۔

1- اس حدیث کے پہلے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان کا وصال با کمال ۵۹ ھ کو ہوا۔ معلوم ہوا کہ اس واقعہ کے ۵۰ سال بعد تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دنیا میں تشریف فرما رہے۔ ان پچاس سالوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کسی ایک شخص کا بھی جنازہ غائبانہ نہیں پڑھا ہے کوئی وہابی جو ثابت کرے۔

2- اس حدیث کے دوسرے راوی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں ان کا وصال با کمال ۷۹ ھ میں ہوا۔

گویا وہ اس واقعہ کے ستر سال بعد تک زندہ رہے مگر اس ستر سال کے عرصے میں کسی ایک شخص کا بھی آپ نے غائبانہ جنازہ پڑھا ہو۔ ہرگز ثابت نہیں ہے۔

3- اس حدیث کے تیسرے راوی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہیں ان کا وصال با کمال ۵۲ ھ میں ہوا۔

گویا وہ اس واقعہ کے بعد ۴۳ سال زندہ رہے مگر ایک بھی واقعہ کتب حدیث و سیرت و تاریخ میں درج نہیں کہ آپ نے کسی ایک شخص کا بھی جنازہ غائبانہ پڑھا ہو۔

اگر یہ صحابہ کرام اس جنازہ کو غائبانہ تصور کرتے۔ اور اسے نبی کریم ﷺ کی سُنّت قرار دیتے تو کیا وجہ ہے۔ تمام صحابہ کرام سُنّت کی ادائیگی سے محروم رہے۔ وہابیہ کے دعووں سے تو یہ عیاں ہو رہا ہے کہ خلفائے راشدین نبی کریم ﷺ کی سنتوں سے بالکل لاپرواہ تھے ان میں سُنّت پر عمل کا اتنا جذبہ بھی نہیں تھا جتنا چندرھویں صدی کے وہابیوں میں ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم o ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام نے حضرت نجاشی کا جنازہ غائب سمجھ کر پڑھا ہی نہیں بلکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جنازہ سرورِ کائنات امام الانبیاء ﷺ کے سامنے ہے۔

سادساً: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الجنائز میں حدیث نجاشی سات مرتبہ لائے۔ اس

سے انہوں نے چار مسائل ثابت فرمائے۔

1- جنازے میں صف بندی۔

2- جنازہ میں امام کے پیچھے دو یا تین صفیں ہونا۔

3- جنازگاہ میں جنازہ پڑھنا۔

4- جنازے میں چار تکبیریں کہنا۔

پوری کتاب الجنائز میں انہوں نے ایک مرتبہ بھی اس سے غائبانہ جنازہ کا صراحۃً یا اشارۃً استدلال نہیں کیا اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک اس روایت سے غائبانہ جنازہ کا استدلال درست نہیں اس لیے کہ یہ جنازہ حاضر میت پر تھا۔

سابعاً: وہابی اپنے طور پر شہید کا جنازہ غائبانہ پڑھتے ہیں جبکہ حضرت نجاشی کسی معرکہ میں شہید نہ ہوئے تھے۔ لہٰذا وہابیہ کے دعویٰ و دلیل میں مطابقت نہیں ہے وہابیوں کو چاہیے کہ کوئی ایسی حدیث مرفوع صحیح پیش کریں کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے کسی معرکہ میں شہید ہونے والے کا جنازہ غائبانہ پڑھا ہو۔

ثامناً: خود وہابی اکابر کو بھی تسلیم ہے کہ اس روایت نجاشی رضی اللہ عنہ سے غائبانہ جنازہ پر استدلال درست نہیں ہے، چنانچہ:

وہابیہ کے محقق ڈاکٹر شفیق الرحمٰن لکھتے ہیں کہ:

"غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصہ سے دلیل لی جاتی ہے۔ یہ قصہ صحیح بخاری (۱۲۴۵- ۱۳۱۸، ۱۳۲۰، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۳۳) اور صحیح مسلم (۹۵۱) میں موجود ہے مگر اُن سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔

(نماز نبوی صفحہ ۲۹۶ طبع دار السلام لاہور)

وہابیہ کے محقق مولوی عبدالرؤف بن عبدالحنان بن حکیم اشرف سندھو لکھتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصے سے دلیل لی جاتی ہے جو بخاری مسلم اور سنن اربعہ وغیرہ

میں مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم سے ضروری ہے، مگر اس مطلق غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (القول المقبول صفحہ ۲۱۷)

دوسری دلیل:

حضرت معاویہ بن معاویہ کا جنازہ غائبانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا:

الجواب:

اولاً: ان روایات میں بھی غائبانہ کا اضافہ وہابیوں کی طرف سے من گھڑت ہے ورنہ کسی روایت میں بھی غائبانہ کا لفظ موجود نہیں ہے۔ وہابی مذہب چلتا ہی جھوٹ پر ہے اس لیے کسی نے کہا ہے کہ جھوٹ اور وہابی برابر برابر رہتے ہیں۔

ثانیاً: یہ جنازہ بھی غائبانہ ہرگز نہ تھا۔ بلکہ جنازہ حاضر میت پر تھا جب حضرت معاویہ بن معاویہ کا انتقال ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام تبوک پر تشریف فرما تھے۔ اور حضرت معاویہ کا وصال مدینہ شریف میں ہوا تو جبریل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کیا حضور چاہتے ہیں کہ میں حضور کے لیے زمین لپیٹ دوں۔ تا کہ حضور ان پر نماز پڑھیں۔ جبریل امین نے اپنا پَر زمین پر مارا، جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی۔ (سنن کبریٰ صفحہ ۵۱ جلد ۴)

(اس مفہوم کی روایات مزید ان کتب میں بھی موجود ہیں۔ المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۱۱۶ جلد ۸، المعجم الاوسط طبرانی صفحہ ۵۱۹ جلد ۳، البحرین صفحہ ۳۲۸ جلد ۲، مجمع الزوائد صفحہ ۳۸ جلد ۳، الاصابہ صفحہ ۳۲۷ جلد ۳، مسند الشامیین صفحہ ۱۳ جلد ۲، عمل الیوم واللیلۃ صفحہ ۲۰۷)

تو جنازہ کہاں غائب رہا وہابیہ کا اس سے غائبانہ جنازہ پر استدلال کرنا باطل و مردود ہے۔

ثالثاً: یہ روایات سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہیں ضعیف ہیں پہلی روایت میں سند میں ایک راوی نوح بن عمر ہے امام ابن حبان نے اسے حدیث کا چور بتلایا یعنی سخت ضعیف کہا۔ امام ذہبی نے اس حدیث کو منکر بتا دیا۔ (میزان الاعتدال صفحہ ۲۷۸ جلد ۴)

یہ حضرت انس سے روایت کرتا تھا۔ اس نے اسے پڑا کر بقیہ کے سر باندھی۔ اس کی ایک سند میں راوی محبوب بن بلال ہے۔ امام ذہبی نے کہا کہ یہ مجہول ہے اور اسکی حدیث منکر ہے۔ (میزان الاعتدال صفحہ ۴۴۲ جلد ۳)

اس روایت کی ایک سند میں ایک راوی علا ابن یزید ثقفی ہے۔ امام علی بن مدینی نے کہا، کہ وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔ امام ابو حاتم اور دار قطنی نے کہا کہ وہ متروک الحدیث ہے امام بخاری وغیرہ نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے ابن حبان نے کہا کہ یہ حدیث بھی اس کی گھڑی وضع کی ہوئی ہے یزید بن ہارون نے کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے ابوالولید نے کہا کہ کذاب ہے۔ (میزان الاعتدال صفحہ ۹۹ جلد ۳ صفحہ ۱۰۱ جلد ۳)

امام بخاری نے اسے منکر الحدیث لکھا ہے۔ (تاریخ الکبیر صفحہ ۵۱۲ جلد ۶)

معلوم ہوا، کہ یہ روایت ضعیف ہیں قابلِ حجت ہرگز نہیں ہیں۔

رابعاً: امام ذہبی نے اس روایت کو منکر کہا ہے۔ (میزان الاعتدال صفحہ ۲۷۸ جلد ۳)

امام ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اس روایت کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔
(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۹۵ جلد ۴)

امام ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ ان احادیث کی سندیں قوی نہیں ہیں اگر یہ احکام کے متعلق ہوتیں تو ان میں قابل حجت نہیں۔ (الاستیعاب صفحہ ۳۰۵ جلد ۳)

ابنِ کثیر اور ابن عبدالبر کے اقوال کو وہابی مولوی عبدالرؤف نے بھی نقل کیا ہے۔
(القول المقبول صفحہ ۶۱۷)

جب احکام میں یہ روایات حجت ہی نہیں تو غائبانہ جنازہ بھی یقیناً احکام کے متعلق ہے تو اس میں یہ روایات کیسے قابلِ حجت ہیں۔

تیسری دلیل:

غزوہ موتہ کے شہداء کی نماز جنازہ حضور ﷺ نے غائبانہ پڑھی۔

الجواب:

اولاً: یہاں بھی وہابیہ دھوکہ دہی سے باز نہیں آئے۔ کسی روایت میں غائبانہ نماز جنازہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ یہ وہابیوں کی طرف سے ان کی خباثت کا اظہار ہے۔

ثانیاً: یہاں بھی غائبانہ جنازہ نہ ہوا بلکہ حاضر میت پر ہے اس لیے کہ سرورِ کائنات ﷺ مدینہ شریف میں تشریف فرما ہو کر غزوہ موتہ کے حالات ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تو غائبانہ کہاں رہا حالات غزوہ موتہ کے ملاحظہ فرمانا امام الانبیاء ﷺ کا متعدد کتب حدیث میں موجود ہے دیکھیے۔

(صحیح بخاری صفحہ ۱۶۶ جلد ۱، مسند امام احمد صفحہ ۱۱۳ جلد ۳، سنن کبریٰ للبیہقی صفحہ ۱۵۴ جلد ۸، مستدرک صفحہ ۲۲۴ جلد ۳، نصب الرایہ صفحہ ۱۹۲ جلد ۲، مجمع الزوائد صفحہ ۱۲ جلد ۶، تاریخ الصغیر صفحہ ۲۲ جلد ۱، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۳۲)

ثالثاً: یہاں صلوٰۃ سے مراد نماز جنازہ ہی تو نہیں بلکہ مراد دعا بھی ہو سکتی ہے اس لیے اس سے استدلال ہی وہابیوں کی حماقت ہے۔ جنازہ مراد ہو بھی تو ان کو فائدہ نہیں بلکہ جنازہ حاضر میت پر ہے اس لیے کہ سرورِ کائنات ﷺ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

غائبانہ نمازِ جنازہ وہابی اکابر کی نظر میں

قارئین کرام! احناف کے مؤقف کے دلائل اور وہابیہ کے دلائل خودساختہ کے منہ توڑ جوابات آپ نے ملاحظہ فرمالیے۔ اب ہم اہلِ سُنّت احناف کے مؤقف کی مضبوطی خود وہابیہ کے اکابر سے پیش کرتے ہیں۔

امام الوہابیہ ابن قیم:

امام الوہابیہ ابن تیمیہ کے شاگرد رشید ابن قیم لکھتے ہیں، کہ:

اہلِ اسلام میں سے خلقِ کثیر کی وفات ہوئی۔ مگر نبی کریم ﷺ نے ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ نہ پڑھی۔ اور نجاشی کی جو نماز جنازہ آپ نے ادا فرمائی۔ اس میں اختلاف ہے۔ تین اقوال...... امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے فرمایا کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ آپ کی خصوصیت ہے۔ اس لیے دوسروں کے لیے روا نہیں اور خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے کردیا گیا ہو اور آپ نے حاضر میت کے طور پر نماز جنازہ پڑھی ہو اس صورت میں صحابہ کرام کے نہ دیکھنے کا عذر نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ وہ نماز جنازہ میں آپ کے تابع تھے۔ لہٰذا امام کا دیکھنا کافی تھا۔ اگرچہ انہوں نے نہ دیکھا ہو اور چونکہ کسی اور کے لیے اتنی مسافت سے ایسا مشاہدہ نہیں ہوسکتا۔ اس لیے وہ غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھ سکتا۔ علاوہ ازیں نماز جنازہ غائبانہ نہ پڑھنے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نجاشی کے علاوہ دیگر غائبین کے لیے نماز جنازہ آپ ﷺ سے منقول نہیں۔ حضرت نجاشی کے علاوہ حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی کی نماز جنازہ کی جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے نزدیک صحیح مسئلہ اسی طرح ہے کہ اگر کسی غائب کی کسی کنار کے علاقہ میں

وفات ہوئی۔اور وہاں اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی گئی۔تو ایسی صورت میں (یقین ہونے کی وجہ سے) نماز جنازہ غائب جائز ہے۔

لیکن جس کی وفات ایسی جگہ ہوئی ہو کہ وہاں اس پر نماز جنازہ پڑھی گئی ہو۔تو اس پر غائبانہ جنازہ ہرگز جائز نہیں ہے اس لیے کہ وہاں کے پڑھنے والوں کے پڑھنے سے فرض ساقط ہوگیا۔(زاد المعاد صفحہ ۱۴۲-۱۴۳ طبع بیروت)

قارئینِ کرام! اس عبارت سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ وہابیہ کے امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے نزدیک بھی نمازِ جنازہ غائبانہ بے ثبوت و بے دلیل عمل ہے۔ہاں ان کے نزدیک یہ ایک شرط سے مشروط اس کا جواز ہے۔اتنا تو ضرور ثابت ہوگیا کہ احناف کا مؤقف دلائل کے اعتبار سے قوی و اولیٰ ہے اور موجودہ وہابیوں کے مؤقف باطل و مردود ہیں۔

عبداللہ روپڑی:

وہابیہ کے محدث و مناظر عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ:

جنازہ غائب کی بابت بہت اختلاف ہے۔حنفیہ وغیرہ کے علاوہ بہت اہلحدیث بھی اس کے قائل نہیں نجاشی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بابت کہتے ہیں کہ وہ غیر ملک میں فوت ہوا اس کے والی وارث کفار تھے ظاہر یہی ہے کہ وہاں اس کا جنازہ نہیں پڑھا گیا۔اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ مدینہ میں پڑھا۔خطابی نے اس کو اختیار کیا ہے رویانی نے بھی اس کو پسند کیا ہے۔ابوداؤد نے اس پر باب باندھا ہے۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور محقق مقبلی نے بھی اس کو اختیار کیا ہے.....نجاشی کے واقعہ کے تین اور جواب بھی دیئے گئے ہیں۔

ایک یہ کہ آپ کے لیے زمین لپیٹی گئی یہاں تک کہ میت آپ کے سامنے ہوگئی......

دوسرا یہ جواب دیا گیا ہے کہ درمیان سے پردہ اُٹھا دیا گیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میت سامنے نظر آگئی۔حافظ ابن حجر نے کہا ہے۔شاید اس جواب کی بناء ابن عباس کی اس روایت پر ہو جو راوی نے اسباب النزول میں بلا سند ذکر کی ہے۔اُس کے الفاظ یہ ہیں کشف

للنبی و عن سریر النجاشی حتی راہ و صلی علیه۔ یعنی نبی ﷺ کے لیے نجاشی کی چارپائی سے پردہ دور کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس کو دیکھا اور جنازہ پڑھا۔

ابن حبان نے بھی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

فقاموا وصفوا خلفه وهم لا يظنون الا ان جنازته بين يديه۔

یعنی صحابہ کھڑے ہوئے، اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف باندھی اور وہ (صحابہ کرام) یہی گمان کرتے تھے کہ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے ہے۔

اور ابی عوانہ نے بھی بطریق ابان وغیرہ سے اس نے یحییٰ سے اس قسم کی ایک روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

فصلينا خلفه ونحن لا نرى الا ان الجنازة قدامنا۔

یعنی ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے جنازہ پڑھا اور ہم یہی دیکھتے تھے کہ جنازہ ہمارے سامنے ہے۔

تیسرا جواب نجاشی کے واقعہ کا یہ دیا جاتا ہے کہ یہ نجاشی کا خاصہ ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ نجاشی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کا جنازہ (غائب) نہیں پڑھا۔ حالانکہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم مختلف جگہ فوت ہوتے رہے۔ اگر جنازہ غائب عام طور پر جائز ہوتا تو کسی نہ کسی کا ضرور نقل ہوتا لیکن اس پر اعتراض پڑتا ہے کہ معاویہ بن معاویہ لیثی کا جنازہ غائب رسول اللہ ﷺ نے پڑھا ہے۔ وہ مدینہ میں فوت ہوا۔ اور آپ اس وقت تبوک میں تھے ابن عبدالبر نے استیعاب میں اس کو ذکر کیا ہے۔ نیز عبدالبر نے ابوامامہ باہلی سے معاویہ بن مقرن کی بابت اور انس رضی اللہ عنہ سے معاویہ بن معاویہ مزنی کی بابت اس قسم کی روایتیں کی ہیں پھر کہا ہے کہ ان سب کی سندیں قوی نہیں ہیں اور حافظ ابن حجر نے بھی نجاشی کا خاصہ کہنے والوں پر اعتراض کیا ہے کہ معاویہ بن معاویہ لیثی کا جنازہ آپ نے پڑھا ہے...... اور ذہبی کہتے ہیں

کہ صحابہ میں معاویہ بن معاویہ ہم کوئی شخص نہیں جانتے اور ابن قیم کہتے ہیں کہ معاویہ بن معاویہ کے جنازہ کی روایت صحیح نہیں اس کی اسناد میں علاء بن یزید راوی ہے۔ جس کی بابت ابن المدینی نے کہا کہ یہ کذاب ہے غرض جنازہ غائب کی بابت اس قسم کے اختلافات ہیں میری کسی طرف تسلی نہیں اس لیے میں نہیں پڑھا کرتا۔ (نماز جنازہ غائب میں نہیں پڑھتا)

(فتاویٰ اہل حدیث صفحہ ۳۔۲۲۱ جلد ۲ طبع سرگودھا۔ تنظیم اہل حدیث ۱۱ جون ۱۹۶۵ء)

مولوی عبدالرؤف:

وہابیہ کے محقق حکیم اشرف سندھو کے پوتے مولوی عبدالرؤف نے اسی مسئلہ پر بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصے سے دلیل لی جاتی ہے۔ جو بخاری و مسلم اور سنن اربعہ وغیرہ میں مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے مگر اس سے مطلق غائبانہ نمازِ جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ امام خطابی فرماتے ہیں کہ نجاشی ایک مسلمان آدمی تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔ آپ کی نبوت کی تصدیق کی۔ مگر وہ اپنا ایمان چھپاتا تھا اور جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے۔ تو مسلمان پر اس کی نماز جنازہ ادا کرنا واجب ہوتی ہے نجاشی چونکہ اہلِ کفر میں مقیم تھا۔ اور وہاں کوئی ایسا شخص نہ تھا۔ جو اس کی نماز جنازہ پڑھتا۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کی نماز جنازہ ادا کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ آپ اس کے نبی تھے۔ اور لوگوں کی نسبت اس کے زیادہ حق دار تھے۔ پس اس سبب نے واللہ اعلم آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی دعوت دی۔ اس بناء پر جب کوئی مسلمان کسی ایسے شہر میں فوت ہو جائے۔ جہاں اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی ہو تو دوسرے شہر میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی جائے...... (معالم السنن ۱/۳۱۰، ۳۱۱)

حافظ زیلعی اس قصہ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ضرورت کی بناء پر تھا۔ کہ نجاشی ایسے علاقے میں فوت ہوا تھا جہاں اس کی کوئی نماز جنازہ پڑھنے والا نہ تھا۔ اس لیے اس کی نماز غائبانہ (بظاہر) ادا کرنی متعین تھی۔ جنازہ غائبانہ نہ پڑھنے کی دلیل اس سے بھی

Scanned by CamScanner

ملتی ہے کہ صحابہ کی کثیر تعداد جو نبی ﷺ سے (بظاہر) غائب تھی، فوت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کی وفات کی خبریں بھی سنیں۔ مگر ایک کے علاوہ کسی دوسرے کی نماز غائبانہ ادا نہیں کی۔

(نصب الرایہ ۲/ ۲۸۳-۲۸۴)

نجاشی کی اپنے ملک میں نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مسند طیالسی ۱/۱۶۲، مسند احمد ۴/۷۷، تاریخ کبیر للبخاری ۳۳۲/۸، ابن ماجہ ۱۵۳۷، طبرانی ۳/ ۱۲۸-۱۲۹ اور تاریخ بغداد ۱۴/ ۲۲۵ میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اسی طرح مسند احمد ۳/ ۳۶۹ میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی وفات کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: صلوا علی اخ لکم مات بغیر ارضکم۔ اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو جو سرزمینِ غیر میں فوت ہوا......

امام ابوداؤد نے نجاشی کے قصہ والی حدیث پر یوں باب باندھا ہے:

باب فی الصلوٰة علی المسلم یموت فی بلاد الشرک۔ (ابوداؤد ۲/ ۲۱۲)

یہ باب اس مسلمان پر نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں ہے جو بلاد شرک میں فوت ہو جائے۔ امام ابوداؤد کی اس تبویب سے ان کا جو مقصد ہے، وہ واضح ہے۔ ان کی اس تبویب سے بھی امام خطابی کے قول کی تائید ہوتی ہے۔

نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے پر معاویہ بن معاویہ مزنی یا لیثی کے قصے سے بھی حجت لی جاتی ہے..... مگر اس قصے سے درج ذیل دو وجوہ کی بناء پر حجت لینا مردود ہے۔

1- یہ قصہ اسنادی اعتبار سے ثابت نہیں ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر اس کو ابو محمد ثقفی اور بلال بن محبوب کی سند سے ذکر کرنے اور ان دونوں سندوں پر جرح کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس کی دوسری سندیں بھی ہیں جن کو ہم نے اختصار کے پیشِ نظر ترک کر دیا ہے۔

اور وہ تمام سندیں ضعیف ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۴/ ۲۰۸-۲۰۹)

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں ان احادیث کی سندیں قوی نہیں ہیں اگر یہ احکام کے

متعلق ہوتیں تو ان میں سے کوئی بھی قابلِ حجت نہ ہوتی۔(استیعاب ۳/۲۰۵)

قلت اس قصّے کے نماز جنازہ غائبانہ کی مشروعیت پر استدلال کرنا ایک شرعی حکم ہے لہٰذا حافظ ابن عبدالبر کی تصریح کے مطابق یہ قصہ قابلِ حجت نہیں۔

2- علی سبیل الجدل اگر اس قصّے کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے۔ تب بھی اس سے حجت نہیں لی جاسکتی۔ کیونکہ اس قصّے کے مطابق معاویہ بن معاویہ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ اس وقت تبوک میں تشریف فرما تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابو محمد ثقفی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے زمین کو لپیٹ دیا گیا تھا۔ اور آپ ﷺ مدینہ منورہ (بمع صحابہ) تشریف لے گئے۔ ان کی نماز جنازہ پڑھی پھر واپس لوٹے۔ حدیث ابوامامہ اسی طرح مرسل محید بن مسیب اور مرسل حسن بصری سے بھی یہی کچھ معلوم ہوتا ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے عطاء بن ابی میمونہ کی روایت میں ہے کہ معاویہ بن معاویہ کے جنازے کو جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا کھڑا کیا۔ تو آپ نے ان کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاویہ بن معاویہ کی نماز جنازہ غائبانہ ادا نہیں کی لہٰذا اس قصّے سے اس مسئلہ پر استدلال باطل ہوا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

قدیحتج به من یجیزا الصلٰوۃ علی الغائب ویدفعه ماوردأنه رفعت الحجب حتی شهد جنازته۔(اصابہ ۳/۴۱۷)

اس سے غائبانہ نماز جنازہ کا قائل حجت لے سکتا ہے مگر اس کی تردید اس سے ہوتی ہے کہ اس قصے میں ہے کہ نبی ﷺ کے لیے حجاب اُٹھا دیے گئے تھے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ان کے جنازے میں شرکت کی۔ قلت حافظ صاحب کی اس صراحت کی بنا پر فتح الباری ۳/؟؟؟ میں مسئلہ غائبانہ نماز جنازہ کے ضمن میں ان کا اس قصے کا ذکر کرنا اور یہ کہنا طرق کی بناء پر قول ہے۔ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس مسئلہ پر اس سے دلیل پکڑنا درست نہیں ہے۔ جیسا کہ اصابہ میں

خود انہوں نے وضاحت کی ہے۔ قلت حافظ صاحب کے کہنے کے مطابق تھوڑی دیر کیلئے اس قصے کو اس کے طرق کی بناء پر صحیح تسلیم کر بھی لیں تو اس صورت میں بھی یہ قصہ ہماری (مانعین غائبانہ جنازہ) کی دلیل ہوگا۔ نہ کہ ان کی۔ اس لیے کہ اگر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوتی۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ کے لیے زمین سمیٹنے کی یا معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو حاضر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بلکہ ایسا کرنے سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔ لہذا یہ قصہ ہمارے لیے دلیل ہے ان کے لیے نہیں۔ هذا بين لا يخفى۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہی وہ دو واقعات ہیں جن سے اس مسئلے کے لیے استدلال کیا جاتا ہے۔ جن میں معاویہ بن معاویہ والا قصہ تو ویسے ہی ثابت نہیں اگر یہ صحیح ثابت بھی ہو تب بھی اس سے دلیل لینا صحیح نہیں جیسا کہ اوپر تفصیل سے ذکر ہوا۔ رہا نجاشی والا قصہ تو اس کے بارے میں امام خطابی نے جو تفصیل ذکر کی ہے وہی قوی ہے کیونکہ اگر ہر غائب میت کی نماز غائبانہ مشروع ہوتی۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نجاشی کے علاوہ کم از کم کسی ایک کی تو غائبانہ نماز جنازہ ادا کرتے۔ جبکہ آپ سے ایسا قطعاً ثابت نہیں۔ حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں اگر میت غائب پر نماز جنازہ جائز ہوتی۔ تو نبی علیہ السلام اپنے صحابہ کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کرتے۔ شرق و غرب میں مسلمان خلفاء اربعہ اور دیگر لوگوں کی بھی یہ نماز پڑھتے۔ لیکن ایسا کرنا کسی سے بھی منقول نہیں۔ نقلا من الجوهر النقي۔

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ ایسے بھی فوت ہوئے۔ جو نبی ﷺ سے غائب تھے۔ مگر آپ نے ان میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں کی۔ اس مسئلے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مذہب بھی خطابی والا مذہب ہے۔ حنبلی مذہب میں بھی صحیح ترین قول یہی ہے۔ (زاد المعاد ۱/ ۵۱۹۔۵۲۰)

ابن لہادی نے تنقیح التحقیق ۲/ ۳۲۰ میں مشہور سعودی عالم شیخ محمد عثیمین نے اپنے فتاویٰ ۱/ ۳۰۲ میں اس مذہب کو ترجیح دی ہے۔ اس کو رویانی نے مستحسن کہا ہے اور محقق مقبلی نے

(اسے) اختیار کیا ہے۔ نیل الاوطار ۴/۵۰، احکام الجنائز ۹۴، ۹۵ میں البانی نے بھی اس منصب کو اختیار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ محققین کی ایک جماعت نے بھی یہی منصب اختیار کیا ہے۔ (القول المقبول فی تخریج وتحقیق صلوٰۃ الرسول صفحہ ۳۱۴ تا ۳۱۷)

وہابیہ کے شیخ الحدیث مولوی ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نُور لکھتے ہیں کہ

"امام ابن قیم ...... نے زاد المعاد جلد اصفحہ ۲۰۵-۲۰۶ میں فرمایا، ہر غائب میت پر نماز جنازہ ادا کرنا آپ ﷺ کے طریقے اور سنّت میں نہیں ہے۔ کتنے ہی مسلمانوں نے آپ کی عدم موجودگی میں وفات پائی۔ اور آپ ﷺ نے کسی کی (غائبانہ) نماز جنازہ ادا نہیں کی"...... (میں کہتا ہوں) اُس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب وفات پائی۔ تو کسی مسلمان نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں کی۔ اگر ایسا ہوتا تو ضرور احادیث میں تواتر سے نقل ہو جاتا۔ اس کا موازنہ مسلمانوں کے اس عمل سے بھی کرلیں کہ وہ ہر غائب کی نماز (جنازہ) ادا کر رہے ہیں۔ خاص طور پر اگر مرنے والا کسی شہرت کا حامل ہو خواہ صرف سیاسی شہرت ہی ہو اور وہ تقویٰ اور خدمت اسلام میں مشہور بھی نہ ہو خواہ اس نے حدود مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ اور ایام حج میں ہزاروں مسلمانوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی ہو۔ امام الحدیث الشیخ ناصر الدین البانی نے اپنی اصل کتاب احکام الجنائز صفحہ ۹۱-۹۳ میں اس بحث کو مزید تفصیل سے نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ امام مالک امام احمد بن حنبل شیخ الاسلام ابن تیمیہ امام خطابی امام الرّویانی امام ابوداؤد شیخ صالح المقبلی ...... کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ صرف اس شکل میں جائز ہے جب میت پر کسی وجہ سے نماز جنازہ ادا نہ کی جاسکی ہو۔ عملی اصولوں کے لحاظ سے یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ (احکام الجنائز مترجم للالبانی حاشیہ صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰)

خودساختہ اہل حدیثوں کے خودساختہ شہیدوں کے خودساختہ

غائبانہ نماز جنازے

وہابیوں نے آج کل جہاد کے نام پر لوگوں کو وہابی بنانے کی مہم چلا رکھی ہے ان کی اس دھوکہ منڈی میں خودساختہ شہیدوں کے جنازے اور نہ جانے کیا کیا ڈرامے ہوتے ہیں دو حوالہ جات حاضرِ خدمت ہیں۔

زندہ آدمی کو شہید قرار دینے کا ثبوت:

1- اوکاڑہ، لشکرِ طیبہ کا شہید اپنی نمازِ جنازہ میں پہنچ گیا لشکرِ طیبہ نے اپنے دو مجاہدین کی شہادت پر غائبانہ نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں چک نمبر ۳۳ میں پڑھانے کا اعلان کیا، جسے امیر لشکر طیبہ حافظ سعید نے پڑھانا تھا۔ جنازے سے چند گھنٹے قبل ایک مجاہد ابوعثمان زندہ سلامت اپنے گھر پہنچ گیا۔ اس نے بتایا کہ ہماری شہادت کی اطلاع غلط تھی جبکہ دوسرا مجاہد زخمی ہونے کی بناء پر زیرِ علاج ہے اور عنقریب تندرست ہو کر گھر پہنچ جائے گا اور کہا کہ مقامی ذمہ داران نے تصدیق کیے بغیر ہی اشتہار دے دیا جس کی وجہ سے دور دور کے کارکنوں کو زحمت اُٹھانا پڑی۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۶ ستمبر ۱۹۹۸ء)

2- کوٹلہ ارب علی خان، موضع ساکہ سندو عہ کا پاشا نامی مجاہد کشمیر میں لڑتے ہوئے شہید ہو گیا تھا۔ آٹھ ماہ قبل اس کے گھر والوں نے شہادت کی اطلاع ملنے پر غائبانہ نمازِ جنازہ اور دوسری رسومات ادا کر دیں مگر وہ گزشتہ روز زندہ سلامت واپس لوٹ آیا۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۷ نومبر ۱۹۹۳ء)

قارئینِ کرام! ان وہابیوں کے خودساختہ غائبانہ جنازوں میں ان کے فراڈ کو ملاحظہ

کیجئے۔ صرف ان کا مقصود لوگوں سے روپے لوٹنا ہے اور اس روپیہ سے اہلسنت اہل اسلام کے خلاف اسلحہ استعمال کرنا ہے۔

وہابیوں کی ترجمان جماعت لشکرِ طیبہ کی دھوکہ منڈی

جہاد کے نام پر وہابیت پھیلانے کی تحریک وہابیوں نے لشکرِ طیبہ کی صورت میں چلا رکھی ہے۔ ان کے عقائد ونظریات وہابیت والے گستاخانہ ہیں ان کا ترجمان رسالہ الدعوۃ انبیاء علیہم السلام و اولیاء علیہم الرضوان کے خلاف طوفان بدتمیزی بپا کیے رکھتا ہے کفر وشرک کے فتوے تو ان کیلئے معمولی بات ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کو ان لوگوں نے طاغوت سے جاملایا ہے۔ مجلۃ الدعوۃ میں لکھا ہے کہ

"آج کے مسلمان مشکل میں یا رسول اللہ یا علی یا غوث جیلانی پکارتے نظر آتے ہیں..... یا علی مدد یا رسول اللہ مدد یا عبدالقادر مدد اور ہر قسم کے طاغوت سے مدد مانگنا شرک ہے"۔ (مجلۃ الدعوۃ لاہور ماہ اپریل ۱۹۹۷ء صفحہ ۳۷)

قارئینِ کرام! غور فرمایئے کہاں طاغوت اور کہاں رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مگر ان ظالموں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو طاغوت شیطان سے جاملایا ہے۔ نعوذ باللہ۔ ان کے بانی پروفیسر حافظ سعید کی ایک افسوس ناک جسارت بھی ملاحظہ کیجئے۔

مذکور پروفیسر نے ساہیوال میں اپنے ایک بیان میں کہا کہ

"مشرف واجپائی مذاکرات کامیاب ہوں یا ناکام، ہم غزوہ احد کی طرح عارضی فتح کی نوید سن کر اپنے مورچے نہیں چھوڑیں گے"۔

(روزنامہ کائنات اسلام آباد ۲۵ جون ۲۰۰۱ء)

اپنے اس بیان میں پروفیسر مذکور نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن وطنز سے بڑی جسارت کا مظاہرہ کیا ہے اور اپنے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ بہادر پر عزم مدبر اور حوصلہ مند ظاہر کرکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اپنی فوقیت ظاہر کرنے کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے جس کی صحابہ

کرام بنی ﷺ کی عظمت وجلالت شان کے ساتھ کوئی بھی مناسبت نہیں ہے کیا ان کے بے ادب ہونے کیلئے اور بھی کسی دلیل کی ضرورت ہے؟

بہر حال ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جہاد کے ساتھ ان کا کوئی بھی تعلق نہ ہے پاکستان میں بدامنی اور دہشت گردی ان کا اصل مشن ہے۔ دین اسلام اور رسول پاک ﷺ سے ان کی وابستگی کا حال! تو اس سے اندازہ لگایئے کہ نبی مکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی کا جشن ناجائز کہتے ہیں مگر اپنے خودساختہ شہیدوں کے خودساختہ غائبانہ نمازِ جنازہ کے مواقع پر مبارک بادیں مٹھائیاں بانٹنا جشن منانا جائز ہے۔

الدعوۃ اپنے ایک خودساختہ شہید کے مرنے پر اس طرح دھوم مچاتے ہیں:

المبروك المبروك يا اهل القرية البروك آج بہت مبارک گھڑی ہے ایک شہید اسلام کی غائبانہ نماز جنازہ ہے مبارک ہو بستی والو مبارک ہوائے شہید کے والد محترم مبارک ہوائے شہید کی والدہ تم نے ایک مجاہد جنا۔ (ملخصاً)

شہید کے بھائی حافظ محمد سلیم صاحب مہمانوں کیلئے مٹھائی اور دودھ لے کر آ گئے۔ تمام ساتھیوں نے مل کر دودھ اور مٹھائی کھائی۔ (ماہنامہ الدعوۃ لاہور جولائی ۱۹۹۷ء صفحہ ۴۷)

عبدالوکیل نے وصیت کی کہ میری شہادت کی خبر آئے تو مہمانوں کو دودھ اور مٹھائی کھلائیں میرے قُل وغیرہ کی رسم ادا نہ کی جائے۔ میں جنت کے دروازہ پر آپ کا انتظار کروں گا۔ (ماہنامہ الدعوۃ لاہور جولائی ۱۹۹۷ء صفحہ ۴۸)

مٹھائی اور چائے وغیرہ کی خبر دوسرے مقام پر بھی دی۔

(ماہنامہ الدعوۃ لاہور فروری ۱۹۹۷ء صفحہ ۴۹)

اولاً تو غائبانہ جنازہ کا عمل ہی سرکارِ دو عالم ﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ کے عمل مبارک کے خلاف ہے اور پھر اس دھڑ لے سے اس کا انجام دینا اس پر اس قدر اہتمام کرنا لاؤڈ سپیکروں پر اعلان وغیرہ یہ سب کام کیا اس موقع کیلئے رسولِ پاک ﷺ سے ثابت ہیں؟

اس قدر اہتمام تو یہ لوگ حاضر میت کے جنازے کی نماز کیلئے بھی ہرگز نہیں کرتے جس قدر اہتمام یہ اپنے خود ساختہ غائبانہ نماز جنازہ کیلئے کرتے ہیں۔

قارئین کرام! جھوٹ کے ساتھ ان لشکر خبیثہ کی اس قدر دوستی ہے کہ جھوٹ بولتے ہی نہیں بلکہ گھڑتے ہیں ان کے جھوٹ کو دیکھ کر شیطان بھی اپنے آپ کو ان کا شاگرد تصور کرتا ہوگا۔ ہم صرف فی الحال ان کے جھوٹ کی نشاندہی کر رہے ہیں ورنہ اس پر مستقل ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

ایک وہابی جھوٹ ملاحظہ کیجئے:

''ہندوستان کی بریلوی جماعت کے سربراہ شہزادہ مصطفیٰ رضا خان کی طرف سے گوہر شاہی کی حمایت میں جاری کردہ سرٹیفکیٹ''۔ (ماہنامہ الدعوۃ لاہور ماہ مئی صفحہ ۳۵)

قارئین کرام! گوہر شاہی تو آج کی بات ہے اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۹۸۱ء میں ہو گیا تھا۔ گوہر شاہی کی حمایت کا ان کی طرف منسوب سرٹیفکیٹ وہابیوں کی نری بکواس ہے۔ ایک وہابی مولوی ابن لعل دین نے امام سیوطی کی کتاب تیسیر المقال کا حوالہ دیا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا میٹھی میٹھی بدعتیں صفحہ ۱۱۷)

حالانکہ اس نام کی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی کتاب دُنیا کے کسی خطے میں موجود نہیں ہے ہم صرف یہ ہی کہہ سکتے ہیں۔

لعنة الله على الكاذبين

وہابیوں کی دہشت گردی

وہابیوں کی نام نہاد جہادی تنظیم لشکرِ طیبہ دراصل دہشت گرد جمات ہے اس کے چند شواہد ودلائل درج ذیل ہیں۔

مصری سفارت خانے میں بم دھاکہ کے تین ملزم گرفتار ایف آئی اے نے مرکز الدعوۃ والارشاد کے دفتر پر چھاپہ مار کر ملزموں کو گرفتار کرلیا۔اور وقوعہ میں جو گاڑی استعمال کی گئی وہ گاڑی بھی دفتر الدعوۃ سے پکڑی گئی۔(روز نامہ نوائے وقت لاہور ۳۰ جنوری ۱۹۹۶ء)

نام نہاد لشکرِ طیبہ خود وہابی اکابر ورسائل کی نظر میں:

وہابیوں کی دہشت گردی اب ہم خود وہابیوں کے قلم سے پیش کر رہے ہیں جماعت اہلِ حدیث کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ اعجاز احمد اور اس کے ساتھیوں کو لشکرِ طیبہ الدعوۃ والوں نے قتل کیا ہے۔ان کے قتل کی ساری ذمہ داری ان پر ہی ہے جماعت اہلِ حدیث کے رابطہ سیکرٹری نے اپنی درخواست میں کہا ہے کہ آج سے دوسال قبل ان مرکز طیبہ الدعوۃ والوں نے مجھے بھی اغوا کرلیا تھا۔اور مجھ پر اپنے مرکز طیبہ میں زبردست تشدد کیا تھا۔اور قتل کی سازش کر رہے تھے۔

(روزنامہ صداقت لاہور ۱۳ ستمبر ۱۹۹۷ء روزنامہ دن لاہور ۱۳ ستمبر ۱۹۹۷ء روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ ستمبر ۱۹۹۷ء)

ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور کی گواہی:

وہابیہ کا ترجمان لکھتا ہے کہ:

''علماء اہلِ حدیث کو یہ شکایت ہے کہ مرکز الدعوۃ مرید کے سے وابستگان ان کا ادب واحترام نہیں کرتے۔لیکن اب اس سے بڑھ کر کئی مقامات سے ہمیں

اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ وہاں مرکز الدعوۃ کے وابستگان اپنی اسلحہ تربیت کو علماء اہلِ حدیث کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کر چکے ہیں کئی ایک مقامات پر باقاعدہ فائرنگ بھی کی ہے اور کئی علماء کو ڈرانے دھمکانے کی کوشش بھی کر چکے ہیں گزشتہ دنوں تو حیدرآباد میں مولانا محمد یوسف احرار پر وہاں کے مسئول (الدعوۃ) نے پستول تان لیا تھا۔ اسی طرح قاری عبدالحفیظ صاحب لاہور صدر ہیں۔ گزشتہ ستمبر میں اور اب چند روز قبل منڈی وار برٹن میں بھی مسلح افراد حملہ آور ہوئے ہیں ہم متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ قاری عبدالحفیظ صاحب یا کسی اور عالم کو نقصان ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری مرکز الدعوۃ کے مرکزی عہدیداران خصوصاً حافظ محمد سعید پر ہوگی۔ (منجانب: ناظم دفتر مرکزی جمعیت اہلحدیث)

(ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور ۶، اکتوبر ۱۹۹۵ء صفحہ ۲۷)

محمد حسین شیخوپوری کے صاحبزادے کا الدعوۃ کے رد میں تفصیلی مضمون:

اب ہم وہابیوں کے شیخ القرآن کے بیٹے کا تفصیلی مضمون مرکز الدعوۃ والوں کی تردید میں درج کر رہے ہیں۔ تاکہ ہمارے دعویٰ کی حقانیت خود وہابی اکابر کے قلم سے آپ کے سامنے ظاہر ہو۔

مرکز الدعوۃ والارشاد اور جہاد

چند دن پہلے کی بات ہے میں نے مرکز الدعوۃ سے منسلک ایک مولوی صاحب سے پوچھا کیا بات ہے کہ آپ کے مرکز سے متعلق نوجوان ادب واحترام کی تمام حدیں توڑ کر اس قدر گستاخ اور بدتمیز ہو جاتے ہیں کہ انہیں والدین، استاد یا کسی بزرگ کا کوئی خیال ہی نہیں رہتا؟ یہ سوال میں نے بائی دی وے By the way نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی کیا تھا جس کے جواب میں مولانا صاحب مذکور نے بھی حقیقت بیان کر دی فرمانے لگے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہماری تربیت ہی اس انداز میں کی جاتی ہے کہ ہمارے نزدیک ہمارے اس "جہاد" سے اختلاف کرنے والا قطعاً قابلِ احترام نہیں ہے خواہ وہ ماں باپ ہو یا کوئی استاد!

ان کے اس جواب نے مجھے اپنی علمی کم مائیگی اور بے سروسامانی کے باوجود کچھ لکھنے کیلئے آمادہ کر لیا کیونکہ ہمارے جامعہ میں کئی ایسے واقعت ہو چکے ہیں کہ اچھا بھلا طالب علم دورانِ تعلیم سب کچھ چھوڑ کر بغیر کسی سے پوچھے اور اجازت لیے "جہاد" پر روانہ ہو گیا۔ والدین ہمارے پاس آئے ہمارا بچہ کہاں ہے؟ لاہور فون کیا پتہ چلا وہ تو افغانستان جہاد کیلئے جا چکا ہے والدین روتے ہوئے واپس چلے گئے علاوہ ازیں کئی واقعات ایسے بھی ہیں کہ بوڑھے والدین نے بار بار شکایت کی کہ خدارا ہمارے بچے کو سمجھاؤ یہ تعلیم حاصل کرنے کا وقت ہے لیکن اس کی حالت یہ ہے کہ "اپنے اس جہاد" سے واپس آ کر وہ کسی کی بات سننا پسند نہیں کرتا ذرا سی بات پر لڑنا جھگڑنا اس کا معمول بن گیا ہے ہمارے معمولی اظہار خفگی پر دوبارہ "جہاد" پر چلے جانے کی دھمکیاں دیتا ہے بہت سے ایسے نوجوان ہیں جو ساری گھریلو ذمہ داریاں چھوڑ کر ان کا بوجھ بوڑھے والدین پر ڈال کر "جہاد" کے نام پر آوارگی اپنائے

ہوئے ہیں واقعتاً یہ اس تربیت کی کرامات ہیں جس کا ذکر اس مولوی نے کیا ہے نہ جانے کتنے ایسے والدین ہیں جن کے نونہال انہی کے خلاف صف آرا ہیں جو ان بوڑھوں کا بڑھاپے میں سہارا بننے کی بجائے ان کی پریشانیوں میں اضافے کا سبب بن رہے ہیں وہ لمبے لمبے بال، ڈراونی شکل ہاتھ میں کلاشنکوف پر ہی اکتفا کر بیٹھے ہیں۔ افسوس ہے تیری اس تربیت پر تازہ دماغ کی سوچ کا دھارا بدل کر قرآن وسنت کی عملی تدلیلیں گل کر کے اس نام نہاد جہاد سے کون سی خدمات بجا لا رہے ہو؟...... معاذ اللہ میری کسی سے مخالفت یا مخاصمت نہیں ہے صرف چند ایک سوالات جو ایک عام اہلحدیث کی طرح میرے ذہن میں بھی گھوم رہے ہیں مجھے ان کا جواب درکار ہے؟

کیا جہاد پر جانے کیلئے والدین کی اجازت ضروری ہے یا نہیں؟

اس وقت جہاد فرض کفایہ ہے یا فرض عین؟ کیا پاکستان کے اندر بھی کسی جہاد کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر یقیناً ہے تو پھر اس مقامی جہاد کو چھوڑ کر کبھی افغانستان، کبھی بوسنیا اور کشمیر میں ان جہادی سرگرمیوں کے پیچھے آخر کیا جذبات کارفرما ہیں؟

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

آیئے صرف اصلاح احوال کیلئے ان سوالات پر غور کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک حدیث کو دو ابواب کے تحت ذکر کیا ہے ایک کتاب الجہاد میں باب **الجهاد باذن الوالدين** اور دوسرے کتاب الاداب میں باب **لایجاهد الا باذن الابوین** حدیث اس طرح ہے عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں:

جاء رجل الى النبی ﷺ فاستاذنه فی الجهاد فقال احی والدك (لك ابوان) قال نعم قال ففيهما فجاهد۔

"یعنی ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے جہاد پر جانے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا: کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہاں ہاں زندہ ہیں آپ نے فرمایا تو ان کی خدمت ہی تیرا جہاد ہے"۔

اس حدیث کے تحت امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں دیگر کتب سے کافی احادیث نقل کی ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

فقد روی النسائی واحمد من طریق معاویۃبن جاھمۃ ان ان جاھمۃ جاء الی النبی فقال یا رسول اللہ اردت الغزو وجئت لا ستتبرك فقال ھل لك من ام؟ قال نعم قال الزمھا۔

''نسائی اور مسند احمد کی روایت کے مطابق وہ شخص جاھمہ السلمی تھا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے کہنے لگا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی خدمت کر تیرا یہی جہاد ہے''۔

اسی طرح کی روایات بیہقی، مسلم، ابوداؤد اور ابن حبان میں مروی ہیں ابوداؤد اور ابن حبان میں ہے...... ارجع فاضحکھما کما ابکیتھما...... ''مسلم شریف میں اس طرح کے الفاظ آئے ہیں۔

ارجع الی والدیك فاحسن صحبتھا...... ابوداؤد میں ابوسعید کی یہ روایت زیادہ واضح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا...... ارجع فاستاذنھما فان اذنالك فجاھد والا فبرھما...... کہ جاؤ جا کر ان سے اجازت طلب کرو اور اگر اجازت دے دیں تو جہاد کیلئے چلے جاؤ ورنہ ان کی خدمت کو ہی اپنے لئے جہاد سمجھو۔

ابن ماجہ نے کہا: ''باب الرجل یغزو ولہ ابوان کے تحت زیادہ تفصیل کے ساتھ احادیث نقل کی ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ جاھمہ السلمی نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ابتغی بذالك وجہ اللہ والدار الآخرۃ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ویحك احیۃ امك۔ کیا تیری ماں زندہ ہے۔ میں نے کہا: ہاں زندہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا! اور اس کی خدمت کر۔ جاھمہ کہتے ہیں میں نے دوسری جانب سے حاضر ہو کر پھر اسی طرح کا سوال کیا آپ نے پھر یہی جواب دیا بالآخر

میں نے آپ کے چہرہ اقدس کے بالکل سامنے ہوکر پوچھا تو آپ نے فرمایا: الزم رجلها فثم الجنة۔ جاؤ اس کے پاؤں پکڑ او روہیں جنت ہے..... ابن ماجہ ہی کی ایک حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ نبی ﷺ سے جہاد کی اجازت طلب کرتے وقت اس شخص کے الفاظ یہ تھے:

"ولقد اتیت وان والدی لیبکیان قال "فارجع الیهما فاضحکهما کما ابکیتهما"۔

"آقا! میں اس حالت میں جہاد کیلئے حاضر ہوا کہ میرے والدین رو رہے تھے اور میں انہیں روتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ جس طرح انہیں رلایا ہے اسی طرح ان کی خدمت کر کے انہیں ہنساؤ"۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ میں ان طلبہ کیلئے لمحہ فکریہ ہے جو اپنے والدین اور اساتذہ کی اجازت کے بغیر اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر اپنے منہ بولے جہاد کیلئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

اس کے بعد ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباری" میں لکھتے ہیں:

قال جمهور العلماء...... یحرم الجهاد اذا منع الابوین او احدهما بشرط ان یکونا مسلمین لان برهما فرض عین والجهاد فرض کفایة۔

"جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان والدین یا ان میں سے ایک اگر جہاد سے منع کریں تو جہاد کیلئے جانا حرام ہے کیونکہ ان کی خدمت فرضِ عین اور جہاد فرضِ کفایہ ہے البتہ جب جہاد فرضِ عین ہوگا تو ماں باپ کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی"۔

فرضِ عین اور فرضِ کفایہ:

ابن قدامہ نے المغنی میں لکھا ہے کہ تین مواقع پر جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے۔

1- جب دو لشکر آپس میں آمنے سامنے صف آراء ہو جائیں تو اسلامی لشکر میں شامل تمام افراد پر جہاد فرض عین ہوگا اور اس سے پیچھے پھرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہوگا۔

2- جب کسی ملک یا شہر پر کفار حملہ آور ہوں تو اس کے باسیوں پر قتال اور دفاع فرضِ عین ہوگا۔

3- جب حاکم وقت امیر المؤمنین جہاد کا حکم دے دے تو جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے۔

ان صورتوں کے علاوہ جہاد فرض کفایہ ہے جس کیلئے والدین کی اجازت فرضِ عین ہے اور بغیر اجازت جہاد پر جانا حرام ہے۔ مرکز الدعوۃ والے سوچیں نوجوان نسل کی کس جانب راہنمائی و تربیت کر رہے ہیں؟؟؟

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ جہاد:

احادیث اور سیرت کی کتابیں اس بات پر گواہ ہیں کہ نبی ﷺ کسی بھی علاقہ پر فوج کشی سے پہلے دو تین باتوں کا خصوصی خیال فرماتے۔

1- سب سے پہلے اس علاقہ کے لوگوں کو دعوتِ اسلام دیتے اور خود ہی ان کے سامنے ایسا نکتہ پیش فرماتے جس پر اتحاد ممکن ہوتا چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے۔

باب دعوة اليهود والنصارى وعلى ما يقاتلون عليه؟ وما كتب النبي ﷺ الى كسرى وقيصر والدعوة قبل القتال۔

نبی رحمت ﷺ جہاد سے پہلے یہود و نصاریٰ کو بھیج کر اتحاد کو ممکن بنانے کی کوشش فرماتے لیکن کیا ہی بابرکت جہاد ہے مرکز دعوۃ والوں کا...... ماشاء اللہ جب سے جنم لیا ہے اپنی ہی جماعت اور اپنے ہی ہم مسلک افراد کو ایک دوسرے سے ایسا متنفر کیا ہے کہ شاید ہی اتحاد کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر ہو "مجاہدین" نے چار چار، پانچ پانچ سال جن مدارس سے تعلیم حاصل کی پہلی ہی تربیت سے ان مدارس کے اساتذہ و ناظمین کی طرف اس طرح گھورتے ہیں جیسے انہوں نے ان کا باپ مارا ہو۔

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
وہ بولنے لگے تو ہمیں پہ برس پڑے

یہ سب تربیتی کنونشن اور تربیتی اجتماعات کی کرم فرمائیاں ہیں۔

اس ضمن میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ایک تاریخی خط ملاحظہ فرمائیں:

''اے رستم و مہران، ایران کے حکمرانو! پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام قبول کرلو اگر یہ نہیں تو ذلیل ہو کر جزیہ ادا کرو اگر یہ شرط بھی قبول نہیں تو لڑائی کیلئے تیار ہو جاؤ کیونکہ میرے ساتھ ایک ایسی قوم ہے جو موت سے اس طرح پیار کرتی ہے جس طرح ایرانی شراب سے محبت کرتے ہیں''۔

2- لشکر کشی سے پہلے اس بات کا خصوصی خیال کیا جاتا کہ اس علاقہ میں مسلمان آباد ہیں یا نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے حملے سے ان مسلمانوں کو کسی بھی طور پر کوئی تکلیف پہنچی ہو۔ چنانچہ ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ میں مسلمان جس کسمپرسی کی زندگی گزارتے تھے خود رب العزت نے اس کا تذکرہ فرمایا ہے:

ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللّٰہ والمستضعفین من الرجال والنساء وَالولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا...... الخ

چنانچہ دعوت والے اس آیت کو بڑی ہوشیاری سے کشمیریوں کے مظلوموں پر فٹ کرتے ہیں لیکن یہ خیال نہیں کرتے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مظلومین مکہ کی مدد اس طرح کی تھی جس طرح آج کل آپ کشمیریوں کی مدد کر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی مدد کیلئے دس بیس مجاہدین بھیج کر رات کے اندھیرے میں اکا دکا سردار مکہ کو قتل کروا دیتے جس کا ردعمل ان مسلمانوں پر ظاہر ہوتا لیکن پیغمبرِ رحمت نے قطعاً ایسا نہیں کیا یہ دانائی تو دعوہ والے کشمیریوں کے ساتھ کر رہے ہیں کہ کوئی دو چار (مجاہد) چھپ چھپا کر مقبوضہ کشمیر پہنچ جاتے ہیں رات کے اندھیرے میں بغیر کسی تمیز کے کہ اس علاقے میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کیا ہے، فائر

کیا بم پھینکا کوئی ہندو مر گیا تو گیا جہنم۔ نہیں تو نہ سہی خود جہاد کا مزہ لوٹے واپس دوڑ آئے صبح اس علاقے پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے ہندو بنیے اس علاقے کے مسلمانوں پر جو ظلم ڈھاتے ہیں پھر جو عصمتیں لٹتی ہیں اور خون مسلم کی جو ارزانی ہوتی ہے اس کی خبریں شہ سرخیوں سے اخبارات میں چھپتی ہیں پھر ان مسلمان بچیوں کی عصمت دری اور نونہالوں کی تڑپتی لاشوں پر یار لوگوں کے ڈالر اور دینار چھپتے ہیں الفرار من الزحف کبیرہ کے اس مرتکب کیلئے نئی ایرکنڈیشنڈ کار خریدی جاتی ہے اس غازی کے وارے نیارے الدعوۃ اس کی تعریف میں کئی صفحات سیاہ کر دیتا ہے خدارا! کوئی انہیں سمجھائے یہ کیا کر رہے ہو۔

3- کاش مرکز الدعوۃ کے ان "مجاہدین" نے بخاری شریف کی یہ روایت پڑھی ہوتی:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر چڑھائی کرتے تو رات کو حملہ آور نہ ہوتے صبح اگر اذان کی آواز سن لیتے تو رک جاتے اگر آواز نہ سنتے تو حملہ کرتے چنانچہ ہم رات ہی خیبر پہنچ گئے تھے لیکن حملہ صبح کیا گیا"۔

مرکز الدعوۃ والو! کبھی آپ نے اپنے نعرہ پر بھی غور کیا ہے۔ (اہل حدیث کا منہج دعوت و جہاد) دعوت کس کو دیتے ہو کسی سعودی یا کویتی کو تو ضرور دعوت دیتے ہوں گے کیونکہ ان مہمانوں کا حق ہے کہ انہیں "دعوت" دیں کیا آپ نے کبھی "دعوت اتحاد" کی بھی زحمت گوارا کی ہے دوسرے لوگوں کو چھوڑو کم از کم اپنے مسلک کے لوگوں کو ہی "دعوت اتحاد" دی ہوتی۔ باقی رہا جہاد کا کوئی فرد جہاد کا منکر نہیں ہے۔ "الجهاد ماض الى يوم القيامة" اسلام کے ذروۃ السنام کی فرضیت کا کون مسلمان قائل نہیں ہے ہمیں اگر انکار ہے تو آپ کے اس جہاد سے ایک دو دن میں چھپ چھپا کر مسلمانوں کے علاقہ میں واردات کر کے گھر بھاگ آنا اور ان مسلمان بھائیوں کو مصیبت میں مبتلا کر دینا ہم ایسے جہاد کو قطعاً نہیں مانتے چنانچہ ہم عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ "کام" کافی بن گیا ہے اب کشمیریوں کو معاف کر دو۔

اگر طبع نازک پر ناراضگی کے کچھ آثار نمودار نہ ہوں تو فرمائیں افغانستان میں اہل

حدیث کی حکومت قائم کر لی ہے"۔ سینکڑوں عربی نوجوان ابا کھوں ' مسلمانوں کے قتل اور اربوں کے ضیاع کا ذمہ دار کون ہے؟ "لیکن آپ کو یہ سوچنے کی ضرورت ہی کیا ہے جتنے زیادہ مریں گے آپ کے اتنے زیادہ کھرے ہوں گے۔" شاباش "Very Good"۔

میری ان گزارشات کا ایک حصہ باقی رہ گیا ہے سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان میں جہاد کی ضرورت ہے یا نہیں؟ تو دوسرے ممالک کا رخ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اس نکتہ پر غور کریں کہ کیا پاکستان میں اسلام نافذ ہے؟ کبھی کوئی مظلوم قتل نہیں ہوا؟ کسی کی بہو بیٹی کی عصمت نہیں لوٹی۔

صحابہ کرام ﷺ کا بڑا احترام ہے امہات المومنین کی عصمتیں محفوظ ہیں تو نبی کی نبوت بھی محفوظ ہے اور پھر ان مال بنور دمجاہدین کی قوت سامعہ کے کیا کہنے۔

ایک بچی کی آبرو کشمیر یا بوسنیا میں لٹتی ہے وہ چیختی چلاتی ہے اس کی آواز مجاہدین کے کانوں سے ٹکراتی ہے کتابیں اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہیں فوراً کلاشنکوف تھام لیتا ہے میں آ رہا ہوں۔

خالد بن ولید بن کر

محمد بن قاسم بن کر

طارق بن زیاد بن کر

صلاح الدین ایوبی بن کر

میں آ رہا ہوں

میں آ رہا ہوں

کے نعرے لگاتا ہے تابانہ یہ "مجاہد" کشمیر کی طرف بھاگ اٹھتا ہے مگر شیخوپورہ کے قریب بھدرو مینارہ میں محمد امجد مظلوم قتل کر دیا جاتا ہے اس کے والدین اور بہن بھائیوں کی سسکیوں کی آواز کسی مجاہد کے کان سے نہیں ٹکراتی وہاں پاسبان والے لشکر کشی کر کے "نمبر

بنانے کی کوشش' کرتے ہیں لیکن یہ مجاہدین وردیاں سجائے صرف کشمیر ہی جا سکتے ہیں کیونکہ وہ ''جنت نظیر'' ہے اور یہ شیخوپورہ ہے۔ یہ لوگ ہیں جو اپنے سینوں میں اسلاف کے قلب و جگر چھپائے ہوئے ہیں لیکن یہ ماڈرن مجاہد کی نظر میں ان میں سے کوئی بھی مجاہد یا غازی نہیں ہے۔ ان مجاہدین کو نہ عورت کی حکمرانی میں کوئی قباحت نظر آتی ہے۔ انہیں کسی بھی مظلوم و بے سہارا مقتول کے ورثاء کی آہ وفغاں اور سسکیاں سنائی نہیں دیتیں۔ شاید پاکستان میں صحابہ کرام اور امہات المومنین کی توہین کرے والا بھی ان کے نزدیک قابل مواخذہ نہیں ہے کسی کی بہو بیٹی بے آبرو ہو جائے، انہیں کیا؟ صرف بوسنیا اور کشمیر سے ہی آواز اٹھے۔ تو ان کے کان تک پہنچتی ہے۔ کیوں؟ اس آواز کے پیچھے ڈالروں اور دیناروں کا کھڑاک ہوتا ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۱۳/ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

ہفت روزہ اہل حدیث لاہور:

ہمارے اہل حدیثوں میں بھی مرکز الدعوۃ تحریک اٹھی، یہ لوگ علماء اہل حدیث کی ماضی کی تاریخ پڑھ لیتے۔ اہل حدیث علماء کرام پر نہ برستے۔ ان کو کافر قرار نہ دیتے لیکن وہ تو خود جاہل ہیں کیا سمجھتے ہو پروفیسر حافظ سعید عالم دین ہے؟ کسی کو یہ غلط فہمی ہے کہ وہ عالم دین ہے؟ یہ (عنایت اللہ) مشرقی جیسے لوگ تھوڑے دماغ کے مالک ہیں۔ گھٹیا دماغ رکھتے ہیں ان کو دین حاصل نہیں ہے علوم پر عبور حاصل نہیں ہے۔ شریعت کے ڈھنڈورچی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۱۴/ جولائی ۱۹۹۵ء)

وہابیہ کے ترجمان نے مرکز الدعوۃ لشکر طیبہ مریدکے کے وہابیوں کے ۲۹ واں روزہ اور اعتکاف تڑوانے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''لو جی ایک نیا چن چڑھ گیا من پسند شریعت کے ڈھنڈورچیوں نے روزوں کیساتھ بھی ہاتھ کر دیا۔ بلکہ عید کے احکامات میں بھی اسی طرح ترمیم کر دی جس طرح امارت اور نماز کے معاملات میں کی کی تھی آپ نے بھی اخبارات میں پڑھا

ہوگا کہ کس طرح ان لوگوں نے اہل حدیث جماعت کو مذاق کا نشانہ بنوایا اور چاند مہینہ اٹھائیس کا کر دکھایا ساری دُنیا جانتی ہے کہ چاند مہینہ انتیس کا ہوتا ہے یا تیس کا مگران بوالعجبیوں نے اس کو اٹھائیس کا کر دیا ہے۔ من پسند شریعت کے ڈھنڈورچیوں کو چاند نظر آیا ہو یا نہ آیا ہو مگر یہ بات پکی ہے کہ انہوں نے ایک اور جشن چڑھا دیا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲۴/ مارچ ۱۹۹۵ء)

اس وہابیہ کے ترجمان نے لشکرِ طیبہ نام نہاد کے ساتویں سالانہ اجتماع کے موقع پر لکھا کہ:

"اب جبکہ اجتماع کے نام پر ایک اور موقع پیدا کیا گیا جماعت میں انتشار کو مستحکم کرنے کا اور موحدین کو کافر و مشرک بنانے کا...... جہاد کے نام پر اہل حدیث عوام کو ورغلانے کا کشمیری مجاہدین کے خلاف لڑنے کا......صرف یہی نہیں بلکہ امیر الدعوۃ امیر حمزہ جن کے بیان کردہ شہید گھروں کو زندہ کر جاتے ہیں نے کفر بستان سے نوبستان تک نامی کتاب میں شیخ جمیل الرحمٰن کے متعلق لکھا۔ سلفیت کے روپ میں سلفیت کا بھیانک دشمن، سوال یہ ہے کہ حافظ امیر محمدی صاحب سے وہ کون سا کفر واقع ہوا ہے کہ حافظ سعید اینڈ کمپنی نے ان کی شرعی امارت چھوڑی ہے۔ اور خود کو احیر لکھنے لگے ہیں۔ امیر محمدی اب بھی امیر ہیں پھر حافظ سعید بتلائیں گے کہ ایک امیر کے ہوتے ہوئے امیر بننے کا شرعی حکم کیا ہے کیا امیر کے ہوتے ہوئے دوسرا امیر بننے والا واجب القتل نہیں ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۱۶/ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

اہل حدیث جانباز فورس:

کی طرف سے ایک پمفلٹ لشکرِ طیبہ اور دوسری جہادی وہابی جماعتوں کے بارے میں ۹۰ سوالات پر مشتمل ہے اس میں سے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔

اور اللہ کے راستے میں اس طرح جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے

شعُورِ جہاد

قرآن وسنت کے مطابق

حقیقی جہاد کی ایک جھلک اور نام نہاد جہاد کا پوسٹ مارٹم

- جہاد کے موضوع پر قائد جانباز مولانا اختر محمدی کی تقریر کا اقتباس
- ۵۰ سوالات پر مبنی جہادی سوالنامہ جو تمام نام نہاد جہادی گروہوں کیلئے چیلنج بنا ہوا ہے؟
- کوئی جہادی گروہ قرآن سنت کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات نہیں دے سکا۔

مولانا اختر محمدی کا دعویٰ

کراچی میں جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر مجلس مذاکرہ میں کی گئی تقریر سے اقتباس

''میں کہتا ہوں جو جہاد کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ شہادت کی تمنا جس دل میں نہیں
وہ دل نفاق سے خالی نہیں'' ....

50 سوالات پر مبنی جہادی سوالنامہ

آنکھیں بند کر کے کسی کے پیچھے چل پڑنا تقلیدی ذہنیت کی علامت ہے جبکہ اہلحدیث کسی کا مقلد نہیں ہوتا وہ قرآن وسنت کے دلائل و براہین کی روشنی میں قدم آگے بڑھاتا ہے وہ اس معاملے میں حد درجے حساس ہوتا ہے کہ وہ نیک نیتی کے ساتھ جو عبادات انجام دے رہا ہے اس کا طریقہ کار بھی وہی ہو جو ان عبادات کی ادائیگی کیلئے رسول اللہ نے اختیار کیا تھا اس لیے ایک اہلحدیث کے پیش نظر صرف وہ آیات اور احادیث نہیں ہوتیں جو ضرورت و فرضیت نماز سے متعلق ہوں بلکہ وہ ان آیات و احادیث کو بھی خاص اہمیت دیتا ہے جو نماز کے طریقہ کار سے متعلق ہوں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر نماز پڑھی لیکن سنت طریقے سے نہ پڑھی تو ایسی نماز کا اللہ کے ہاں قبولیت کا درجہ حاصل کرنا یقینی نہیں ہوگا۔

جو لوگ مقلد نہیں ہیں اور واقعی اہلحدیث ہیں انہیں جہادی گروہوں کی جاری جہاد میں شمولیت ان کے طریقہ کار اور ان کی پالیسیوں کو کتاب وسنت کی روشنی میں پرکھنا چاہیے۔ جس جہاد کو لوگ جہاد فی سبیل اللہ سمجھ کر اس میں شمولیت کو باعث اجر و ثواب سمجھ رہے ہیں کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ جہاد قرآن وسنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے اللہ کے ہاں مقبول نہ

ہو؟ یہ محض کوئی قیاس نہیں ہے بلکہ حقیقت پر مبنی موقف ہے اگر آپ کو یقین نہیں ہے تو درجہ ذیل سولات کا مطالعہ کریں اور پھر کسی بھی عالم دین یا مفتی سے ان سوالات کے قرآن وحدیث سے جوابات حاصل کریں پھر آپ سمجھ لیں گے کہ جن سرگرمیوں کو جہاد ظاہر کیا جارہا ہے وہ اسلامی جہاد سے کس قدر مختلف ہے، اور پھر نام نہاد جہادی لیڈروں کا کردار بھی آپ پر واضح ہوجائے گا جو محض اپنے مفادات کیلئے سادہ لوح معصوم عوام کو جہاد کے مقدس نام پر بیوقوف بنا رہے ہیں۔

1- جہاد کے اصطلاحی اور لغوی معنوں کی وضاحت کریں؟

2- قتال فی سبیل اللہ کے معنی کیا ہیں اصطلاحی اور لغوی وضاحت فرمائیں؟

3- قتال جہاد کا حصہ ہے یا کہ جہاد قتال کا حصہ؟

4- مکہ میں جہاد فرض ہوا تھا یا کہ نہیں؟

5- اگر مکے میں جہاد فرض تھا تو آیا جہاد کیا گیا یا کہ نہیں؟

6- اگر جہاد سے مراد صرف قتال ہی ہے تو کیا مکہ میں قتال ہوا؟

7- اگر جہاد سے مراد قتال ہے تو سورہ الفرقان آیت نمبر 52 میں جہاد کبیر کا کیا مطلب ہے؟ جبکہ یہ مکی سورہ ہے۔

8- اگر مذکورہ آیت سے مراد قتال ہے تو اس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے جانباز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکی دور میں عمل کیا یا نہیں؟

9- روزہ، قتال اور قصاص کے حکم کیلئے قرآن مجید میں ایک تین حرف پر مشتمل لفظ کتب استعمال ہوا ہے جیسے کتب علیکم الصیام (تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں کتب علیکم القتال (تم پر قتال فرض کردیا گیا ہے) کتب علیکم القصاص (تم پر قصاص فرض کردیا گیا ہے) ان احکامات میں سے کچھ پر اپنی مرضی سے عمل اور کچھ کو چھوڑ دینا کیسا ہے؟

10- اگر آپ کہیں کہ قصاص لینا تو اسلامی حکومت پر فرض ہے تو جناب قتال بھی تو کسی فرد پر نہیں بلکہ اسلامی حکومت پر فرض ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

11- اگر آپ کے نزدیک اسلامی حکومت کے قیام کے بغیر قتال ہو سکتا ہے تو پھر قصاص کیوں نہیں لیا جا سکتا؟

12- قتال کرنے والے قصاص والی آیت پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

13- قرآن میں قتال، فتنے کا خاتمہ اور دین کا اللہ کیلئے خالص ہو جانا ایک ہی آیت میں مذکور ہے۔

''اور ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کیلئے خالص ہو جائے''۔(القرآن)

قتال کا دعویٰ کرنیوالے اس آیت کے ایک حصے پر عمل کرتے ہیں یعنی قتال کرتے ہین لیکن دوسرے حصوں کو اپنی مرضی سے چھوڑ دیتے ہیں نہ فتنے کا خاتمہ کرتے ہیں اور نہ دین اللہ کیلئے خالص کرتے ہیں افغانستان کی مثال سامنے ہے۔ ایسا قرآن وحدیث کے کن دلائل کی روشنی میں کرتے ہیں؟

14- اپنی مرضی سے 1/3 حصے پر عمل کرنے والوں پر کیا قرآن کی یہ آیت صادق نہیں آتی کہ ''کیا تم بعض پر ایمان لاتے ہو اور بعض کو چھوڑ دیتے ہو''۔ اگر ایسا ہے تو پھر آپ کا عمل کیا معنی رکھتا ہے؟

15- قتال کا مقصد فتنے کا خاتمہ ہے کیا افغانستان میں فتنے کا خاتمہ ہو گیا؟ اگر نہیں تو پھر افغانستان کے جہاد کو ادھورا چھوڑ کر کشمیر کی جانب رخ کیوں کیا؟ اور اگر ہو گیا تو اس کی دلیل کیا ہے؟

16- قتال کا مقصد دین اللہ کیلئے خالص کرنا یعنی دین کا غلبہ ہے کیا افغانستان مین دین کا غلبہ ہو گیا؟ اگر نہیں تو پھر کشمیر کی طرف رخ کیوں؟

17- افغانستان میں خانہ جنگی جاری ہے۔مجاہدین کے گروپس آپس میں لڑ رہے ہیں۔اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں لڑائی ہو جائے تو اسلام ان کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے؟

18- اگر آپ کہیں کہ صلح کا حکم دیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ" اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو"۔(سورہ الحجرات)
کیا قتال کے دعویداروں نے ان لڑائی کرنیوالے مجاہدین کے گروپوں کے درمیان صلح کرادی ہے؟

19- اگر کرادی ہے تو دلیل دیں اگر نہیں تو کیوں نہیں کرائی کیا قرآن کے اس حکم پر عمل کرنا جہادی لوگوں کا کام نہیں ہے۔

20- اگر آپ کہیں کہ صلح کراتے ہیں لیکن وہ باز نہیں آتے تو جناب پھر قرآن ایسی صورت حال میں کیا حکم دیتا ہے کہ جب کوئی فریق زیادتی پر کمر بستہ ہو؟

21- زیادتی کرنیوالے فریق کے خلاف قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ قتال کا حکم دیتا ہے جیسا کہ مذکورہ آیت کے اگلے حصے میں ارشاد ہوتا ہے:

''اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنیوالے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے"۔

قرآن کا یہ حکم ہے تو زیادتی کرنیوالوں کے خلاف قتال کیوں نہیں کیا؟ وضاحت فرمائیں؟

22- اگر جمہوریت کفر ہے اور انتخابات کفریہ عمل ہے تو آپ شیخ جمیل الرحمٰن شہید کے اس عمل پر کون سا فتویٰ عائد کریں گے کہ شیخ شہید صوبہ کنڑ کے انتخابات میں حصہ لیا اور اکثریت کے ووٹ حاصل کر کے ایک جمہوری نظام کے ذریعے ایک اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لائے۔ان کا یہ عمل شرعی تھا یا غیر شرعی؟

23- اگر شرعی نہیں تھا تو اس جمہوری اور غیر شرعی عمل سے اسلام کا نفاذ کیسے شرعی ہو گیا؟ اور اگر شریعت میں جمہوری انتخاب میں شرکت کی ممانعت نہیں تھی تو پھر آپ کے دعوے

کے مطابق جمہوریت کفر کیسے ہے؟

24- آپ کے نزدیک بھی یہ بات مسلمہ ہے کہ شیخ جمیل الرحمٰن شہید کی صوبہ کنڑ میں امارت اسلامی خالصتاً اسلامی حکومت تھی۔ جب اسلامی حکومت قائم ہوجائے تو اس کی حفاظت کرنا کن پر فرض ہے؟

25- اگر آپ کہیں کہ اہلحدیث مجاہدین پر۔ تو جب امارت اسلامی صوبہ کنڑ کو پامال کیا جارہا تھا تو اس وقت شیخ شہید کے ساتھ تعاون کیوں نہ کیا اور اسلامی حکومت کی بقا کی اس جنگ کو فتنہ وفساد قرار دے کر پہلو کیوں بچایا؟

26- کیا اس وقت صوبہ کنڑ کے اہلحدیث مظلوم نہ تھے جب ان کی جان مال عزت وآبرو کو پامال کیا جارہا تھا کیا اس وقت قتال کا حکم اور مظلوموں کی امداد کا حکم معطل ہوگیا تھا؟

27- جس جگہ اسلامی حکومت قائم ہو اور اسے ختم کر دیا جائے تو وہاں دوبارہ اسلامی حکومت قائم کرنے کی جد وجہد کرنا قتال کرنیوالوں کی ذمہ داری نہیں تھی۔ اس ذمہ داری کو نظر انداز کر کے کشمیر کی طرف رخ کس کے کہنے پر کیا؟

28- اگر آپ کہیں کہ کشمیر میں ظلم وستم ہو رہا ہے اس لیے ادھر کا رخ کیا ہے تو کیا اسلامی حکومت ختم کرنا آپ کے نزدیک کوئی ظلم وستم نہیں ہے؟ کیا خانہ جنگی میں سینکڑوں مسلمانوں کا مارا جانا کوئی ظلم نہیں ہے؟

29- کشمیر کی جنگ آزادی کی جنگ ہے یا نفاذ اسلام کیلئے لڑی جانے والی جنگ۔

30- اگر آزادی کی جنگ ہے تو کیا شریعت محض آزادی کیلئے قتال کی اجازت دیتی ہے؟ اور اگر یہ جنگ نفاذ اسلام کیلئے لڑی جارہی ہے تو نفاذ اسلام کیلئے تو سب سے پہلے اپنے ملک یعنی پاکستان کو ضرورت ہے یہاں نفاذ اسلام کے لیے جہاد کیوں نہیں؟

31- اگر کشمیر میں آپ نظام اسلام کے قیام کیلئے لڑ رہے ہیں تو اس سوال کا آپ کے پاس کیا جواب ہے کہ جس نظام کے مطابق آپ خود اپنے ملک میں زندگی نہیں گزارتے کشمی

میں اس نظام کے نفاذ کی جدوجہد کیوں کر رہے ہیں کہیں مفادات کا مسئلہ تو نہیں؟

32- اگر آپ یہ کہیں کہ کشمیر میں قتال اس لیے شروع کردیا کہ وہاں مسلح کارروائیاں ہو رہی تھیں اور اس لیے بھی کہ نہتے کشمیریوں کے خلاف عسکری قوت استعمال کی جارہی تھی تو جناب پاکستان میں دیر اور مالاکنڈ کے علاقے میں بھی تو نفاذ اسلام کیلئے مسلح کارروائیاں ہوئیں ایئرپورٹ پر قبضہ بھی ہوا اور حکومت نے نفاذ اسلام کی تحریک کو عسکری قوت استعمال کر کے کچل ڈالا اور ٹینک، بکتر بند گاڑیاں استعمال کی گئیں فضائی بمباری کر کے کئی گاؤں تہس نہس کر دیئے گئے۔ کیا قرآن مجید نے ان کی امداد کرنے سے منع کیا تھا؟ کیا وہ مظلوم نہ تھے؟ اگر قرآن نے حکم دیا تھا تو ان کی مدد کیوں نہ کی گئی یا آپ کسی اور کے حکم کے غلام تھے؟

33- اگر آپ یہ کہیں کہ خالص اہلحدیثوں کی تحریک نہ تھی اس لیے ساتھ نہیں دیا تو پھر بتائیے کیا کشمیر میں خالص اہلحدیثوں کی تحریک ہے یا افغانستان میں خالص اہلحدیثوں کی تحریک تھی۔

34- اگر کشمیر میں جہاد کا جواز یہ آیت ہے کہ "اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا"۔ (سورۃ النساء) کیا افغانستان اور مالاکنڈ میں جہاد کیلئے اللہ کا یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا۔ کیا پاکستان کی غریب اور مظلوم عوام بھی اس ظالم نظام اور اس کے مرہون منت ظالم حکمرانوں سے تنگ آ کر اللہ کے حضور یہی فریاد نہیں کر رہے ان کیلئے جہاد کیوں نہیں کیا جاتا؟

35- اگر آپ یہ جواب دیں کہ مالاکنڈ کے مظلوموں کیلئے اس وجہ سے نہیں لڑے کہ ہمارے پاس طاقت نہیں تھی تو بتائیے کہ اپنے علاقے کے بھائیوں کی امداد کرنا جس کے بس میں نہ ہو تو دوسروں کے علاقے میں جا کر امداد کرنے کی طاقت اس میں کہاں سے آ گئی۔

36- حدیبیہ کے مقام پر ابو جندل رضی اللہ عنہ جب دوران صلح آن پہنچے تو اس وقت انہیں واپس مشرکین کے حوالے کیوں کر دیا گیا؟ کیا ان پر ظلم نہیں ہو رہا تھا؟ کیا اس وقت فرضیت قتال والی آیت نازل نہیں ہوئی تھی؟

37- جابر سلطان کے سامنے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو کلمہ حق ادا کرنا افضل جہاد ہے یا نہیں؟

38- اگر جابر حاکم کے کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے تو ان کے خلاف لڑنا افضل جہاد ہوگا کہ نہیں؟

39- کیا موجودہ حکومت ظالم، جابر، اسلام دشمن، غیروں کی آلہ کار اور آپ کے نزدیک نظام کفر کی علمبردار نہیں ہے؟ کیا ایسی حکومت کے خلاف جہاد افضل جہاد نہیں ہوگا؟

40- اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو ان کے خلاف جہاد کے چیمپئن علم جہاد بلند کیوں نہیں کرتے؟

41- حدیث کے مطابق ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کی جانی چاہیے۔ ہمارے حکمران اور حکومت ظالم ہے یہ شرک جو قرآن کی نظر میں بھاری ظلم ہے کی سرپرستی کرتے ہیں غریب عوام کا خون نچوڑتے ہیں ان ظالموں کی مدد کا اسلام میں کیا طریقہ بتایا گیا ہے؟

42- اگر ظالم کی مدد اس کو ظلم سے روکنا ہے تو جہاد کے چیمپئن اپنے ملک کے ظالموں کو ظلم سے روک کر اس حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

43- پاکستان اسلام کیلئے بنا تھا پاکستان پر اسلام کا حق ہے۔ پاکستان میں اسلام کو نافذ کرنے کیلئے کیا لائحہ عمل آپ کے پاس موجود ہے اور اس سلسلے میں کس قدر پیش رفت ہو چکی ہے۔

44- اگر آپ کہتے ہیں کہ کشمیر پر بھی تو پاکستان کا حق ہے تو پھر بتایئے کہ پاکستان پر جو اسلام کا حق ہے اسلام کو حق دلانا افضل ہوگا یا علاقے پر علاقے کا حق دلانا افضل ہوگا۔

45- اگر آپ کہیں کہ اسلام کو حق دلانا افضل ہے تو آپ افضل کو چھوڑ کر دوسری طرف کس

کے کہنے پر منہ موڑے ہوئے ہیں؟

46- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ بہت محبوب ہیں جو اس کے راستے میں اپنے منظم انداز سے صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں"۔ (سورۃ الصف) اللہ تعالیٰ کی اس ترغیب کے ہوتے ہوئے منتشر انداز میں جہاد کرنا اللہ کو ناراض کرنے کے مترادف نہیں ہے۔ کشمیر میں نہ صرف مختلف مکاتیب فکر کے علیحدہ جہادی گروہ ہیں بلکہ مسلک اہلحدیث کی بھی ایک سے زائد جہادی جماعتیں وہاں برسر پیکار ہیں۔

47- سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے کفر و اسلام کے معرکے میں کامیابی کیلئے طاقت کا تناسب بیان فرمایا کہ "پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے"۔ کیا کشمیر میں قتال کرنے والے گروہ انڈیا کی طاقت کے مقابلے میں آدھی طاقت حاصل کر چکے ہیں؟ کشمیر میں اس وقت چھ لاکھ سے زائد جدید ترین اسلحہ سے لیس منظم انڈین آرمی موجود ہے جبکہ مجاہدین کے پاس نہ تو جدید ترین اسلحہ ہے نہ وہ سب منظم ہیں اور نہ ہی ان کی افرادی قوت قابل ذکر ہے ایسی صورت میں قتال شروع کر دینا خلاف سنت نہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی دور میں جبکہ دشمن کے مقابلے میں قابل ذکر قوت حاصل نہیں ہوئی تھی یکطرفہ طور پر تمام تر زیادتیوں کے باوجود صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا اور اسی طرح غزوہ خندق کے موقع پر جبکہ کفار کی جمعیت دوگنی سے زائد تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندقیں کھودنے کی حکمت عملی اپنائی اور قتال سے بچنے میں کامیاب ہو گئے۔

48- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیس سال میں دین کو غالب کیا اور اس جہاد کے دوران صرف 259 صحابہ شہید ہوئے اور 759 کفار ہلاک ہوئے جبکہ کشمیر و افغانستان میں ہزاروں مسلمان مارے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود دین کے غلبے کے کوئی امکانات بھی نظر نہیں آ

رہے کیا یہ حقیقت اس بات کا مظہر نہیں کہ یہ دونوں جہاد سنت نبوی کے مطابق نہیں۔

49- کیا ایسی اسلامی ریاست سے بغیر جہاں اسلام نافذ و قائم ہو شریعت قتال کی اجازت دیتی ہے؟ اگر دیتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے کوئی مثال دیں اور اگر نہیں دیتی تو آپ نے قتال کیوں شروع کیا ہے؟

50- کشمیر میں جہاد کیلئے جو طریقے کار اپنایا گیا ہے اسے گوریلا کارروائیوں کا نام دیا جاتا ہے مجاہدین رات کی تاریکی میں کسی فوجی چھاؤنی پر یا آرمی کے کسی قافلے یا فوجی ٹھکانے پر حملہ کرتے ہیں اسے نقصان پہنچاتے ہیں اور پھر محفوظ مقام پر چھپ جاتے ہیں ردعمل کے طور پر انڈین آرمی ان علاقوں کا محاصرہ کرتی ہے جس کے نتیجے میں نہتے نوجوانوں کی گرفتاریاں ہوتی ہیں اجتماعی آبروریزی اور مکانات کی توڑ پھوڑ اور جلانے وغیرہ کے واقعات پیش آتے ہیں۔ جس وقت انڈین آرمی بے گناہ کشمیریوں کو ظلم کا نشانہ بنا رہی ہوتی ہے اس وقت یہ بہادر اور جیالے مجاہدین چھپے ہوتے ہیں۔ کیا نبی مکرم ﷺ کی زندگی سے کوئی ایسی گوریلا کارروائی ثابت ہے جب کارروائی کرنے کے بعد مظلوم مسلمانوں کو ظالم کافروں کے نرغے میں چھوڑ دیا گیا ہو کہ جس طرح چاہیں ان پر ظلم کریں؟

قارئین کرام یہ پچاس سوال خود ان سرگرمیوں کی مخفی حقیقت کو واضح کر رہے ہیں جو جہاد کے نام سے جاری ہیں۔ یہ سرگرمیاں کتاب و سنت سے متصادم ہیں اور کلی طور پر اسوہ حسنہ کے خلاف ہیں آپ ازخود ان سوالات کے جوابات قرآن و حدیث کے مطالعے سے حاصل کریں یا کسی مستند عالم دین کی خدمات حاصل کریں اور پھر قرآن و حدیث کی رہنمائی میں جہاد کے نام سے جاری ان سرگرمیوں سے متعلق فیصلہ کیجئے کہ کیا واقعہ یہ جہاد نبوی منہج کے مطابق ہے اور کیا واقعی یہ وہی جہاد ہے جس کی ترغیب قرآن و حدیث میں دلائی گئی یا یہ جہاد کے نام پر بدترین دھوکہ ہے ایک خونی کھیل ہے جو قابل مذمت ہے اور جس میں شمولیت ظلم اور غیر شرعی کام میں شمولیت کے مترادف ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات اگر جہادی گروہوں کی پالیسیاں درست ثابت کر رہے ہیں تو ٹھیک وگرنہ سوچیں کہ قرآن وحدیث کے منافی چلنے والوں کی تائید کرنے کا انجام کیا ہوگا؟

جہادی سوالنامہ جہادی گروہوں کیلئے چیلنج بنا ہوا ہے

تاحال کسی جہادی گروہ کی جانب سے پچاس سوالات کے جوابات موصول نہیں ہوئے اب وہ وقت قریب آرہا ہے جب جہادی جھوٹ کو اہلحدیث جماعت میں کہیں جائے پناہ نہیں ملے گی۔

ماہنامہ صراطِ مستقیم کے جہادی سپیل نمبر کا دوسرا حصہ جو اکتوبر 1996ء کو منظرِ عام پر آیا تھا میں جہادی سوالنامہ شائع کیا گیا تھا۔ جس میں جہادی گروہوں سے قرآن وحدیث کی روشنی میں پچاس سوالات کے جوابات مانگے گئے تھے۔ پانچ ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود تاحال ہمیں کسی بھی جہادی گروہ کی جانب سے ان سوالات کے جوابات موصول نہیں ہوئے ہیں۔ صراطِ مستقیم کی اطلاعات کے مطابق جب عوام اہلحدیث وہ سوالات جہادی گروہوں کے سامنے رکھتے ہیں تو یا تو وہ انہیں گول کر جاتے ہیں یا ایک دو سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ بھی اطمینان بخش نہیں ہوتے اور اگر کوئی زیادہ ان سوالات کی تکرار کرتا ہے تو ان کے پاس آخری جواب یہ ہوتا ہے کہ اگر ہمارا جہاد غیر شرعی ہے قرآن وسنت کے خلاف ہے تو اس جہاد میں ہمارے لیے اللہ کی مدد کیوں اتر رہی ہے اور جب ان سے کہا جائے کہ یہ مدد یہ قصے کہانیاں تو بریلوی اور دیوبندی کے جہادی گروہ بھی سناتے ہیں تو کیا شرک کرنیوالوں کیلئے بھی اللہ کی مدد اترتی ہے تو کہتے ہیں کہ وہ تو جھوٹ بولتے ہیں ان کے ساتھ کوئی اللہ کی مدد نہیں اترتی اللہ کی مدد تو صرف مواحدین کیلئے ہوتی ہے پھر کہنے والا کہتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں تو آپ کی بات کیسے سچ مانی جائے جبکہ آپ کے جھوٹ تو ریکارڈ پر موجود ہیں قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی صاحب کے صاحبزادے کے بارے میں آپ نے لکھا کہ وہ کمیونسٹ کی گولی لگ کر شہید ہوا جو کہ سراسر جھوٹ تھا۔

جن کی ایک وجہ شہرت ہی جھوٹ بولنا ہو ان کی جانب سے مدد کے دعوؤں پر کیسے یقین کیا جائے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تمہیں ہوا میں اڑ کر بھی دکھائے تو اسے ولی نہ کہو کیونکہ ولی وہ ہے جس کا عمل قرآن و سنت کے مطابق ہو چنانچہ جو جہاد ہو ہی قرآن و سنت کے خلاف رہا ہے تو اس میں اللہ کی مدد کہاں آسکتی ہے ایسی مدد کا دعوئی کرنیوالے جھوٹ بول رہے ہیں۔ محض قصے کہانیوں کی تلوار سے قرآن و حدیث کے دلائل کو کاٹا نہیں جاسکتا اگر ایسا ہوسکتا تو بیچارے بریلویوں کا کیا قصور ہے جو اپنے شرکیہ عقائد کی تائید میں اپنے اولیاء اللہ کی کرامتیں بیان کرتے ہیں۔

جہادی سوالنامہ جہادی گروہوں کیلئے اب بھی اسی طرح چیلنج بنا ہوا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں پچاس سوالات کے جوابات اب بھی جہادی گروہوں پر قرض ہیں عوام اہلحدیث اب جہادی ڈرامے کو سمجھ رہے ہیں۔ جھوٹی بات ویسے بھی بے بنیاد ہوتی ہے اب وہ وقت قریب آرہا ہے جب اس جھوٹ کو اہلحدیث جماعت میں کہیں جائے پناہ نہیں ملے گی اور ماہنامہ صراطِ مستقیم کو قرآن و حدیث کی روشنی میں رہنمائی کو ہر جگہ پذیرائی حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ۔

جماعت الدعوۃ لشکر طیبہ کی دہشت گردی وہابی مولوی عبدالحفیظ کے لڑکے کا قتل

قارئینِ کرام! جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ لشکرِ طیبہ کا منصوبہ صرف وہابیت کا فروغ اور ملک میں دہشت گردی ہے اور وہ پورا پورا اس پر کار بند ہیں۔ جس کے بعض شواہد و دلائل ہم درج کر چکے ہیں۔

حال ہی میں ایک وہابی مولوی عبدالحفیظ فیصل آبادی کے لڑکے کا قتل ہوا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ مولوی عبدالحفیظ فیصل آبادی کے لڑکے کو ان الدعوۃ لشکر طیبہ والوں نے خود ہی قتل کیا۔ پھر اس کی کشمیر میں شہادت کی جھوٹی کہانی کو رسالہ الدعوۃ میں شائع کر دیا مولوی عبدالحفیظ کو باوثوق ذرائع سے حقیقت حال کا علم ہوا تو وہ اس پر سراپا احتجاج بن گیا۔ فقیر راقم الحروف کے پاس اس کے خطاب کی دو کیسٹیں موجود ہیں جن میں ایک کیسٹ کا عنوان ہی الجہاد والفساد ہے۔ جس میں الدعوۃ والوں کے فراڈ اور دھوکہ دہی کی خوب نشاندہی کی گئی ہے۔ دوسری کیسٹ فتح مکہ کے عنوان پر ہے اس میں جزوی طور پر ان کا رد کیا ہے۔ واضح طور پر دنیا کا سب سے بڑا کافر خبیث الدعوۃ والوں بالخصوص ان کے بانی پروفیسر حافظ سعید کو قرار دیا ہے اور ان کے ذلیل ہونے کی دعا کی ہے۔ سامعین نے اس دعا پر آمین کہا۔ تیسری کیسٹ دعا کی اہمیت کے عنوان سے ہے اس میں بوقت دعا الدعوۃ کے بانی پروفیسر حافظ سعید کو کافر خبیث کنجر، ڈوم، مراثی وغیرہ کہا۔ یہ تینوں کیسٹیں فقیر کے پاس موجود و محفوظ ہیں۔ اگر کسی سُنی کو ان کی ضرورت پڑے تو وہ دار العلوم غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری سے حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ قاری عبدالحفیظ وہابی کے دو خطوط اس کے متعلق بھی فقیر کے پاس موجود ہیں اور وہابیہ کے رسالہ صراط مستقیم کراچی میں اس کا انٹرویو بھی شائع ہوا۔ وہ سب کی نقل ہم درج کر رہے ہیں تا کہ عوام الناس حقیقت حال کو جان سکیں۔

نام نہاد ''الدعوۃ والارشاد'' کے

''مرکز طیبہ'' کی دہشت گردی کے خلاف اہلحدیث عالم کا احتجاج

(ماہنامہ ''صراط مستقیم'' سے قاری عبدالحفیظ کے انٹرویو کا اقتباس)

سوال: (قاری عبدالحفیظ صاحب): آپ عوامی اجتماعات میں سخت اور نامناسب الفاظ میں ضیاء الحفیظ شہید کے قتل کا ذمہ دار مرکز الدعوۃ اور اس کی قیادت کو ٹھہراتے رہے ہیں۔ اپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟

جواب: میں پوری ذمہ داری اور اعتماد کے ساتھ اس سوال کا جواب دے رہا ہوں۔ آپ اگر شائع کر دیں گے تو میں سمجھوں گا آپ میرے دکھ میں شریک ہیں اور میں آپ کے اس دعوے پر یقین بھی کروں گا کہ آپ اہلحدیث جماعت کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو بے نقاب کریں گے۔

سوال: قاری صاحب آپ جواب دیں ہماری کوشش ہوگی کہ ہم من وعن شائع کریں۔

جواب: اصل واقعہ یہ ہے کہ 25 اگست کو ان لوگوں نے میرے بیٹے ضیاء الحفیظ کو قتل کیا۔ جس کو ان لوگوں نے اپنا معسکر بنایا ہے اور جہاں یہ لوگ رہ رہے ہیں۔ وہاں کسی مخالف سے دو بدو جھڑپ کا کوئی خدشہ نہیں۔ دھوکہ ہے دھوکہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے۔ کاروباری مقاصد کیلئے کی جانیوالی جدوجہد کو جہاد کا نام دیا جا رہا ہے۔ ناول نگاری اور افسانہ نگاری کی طرز پر جھوٹی نیبل اسٹوریاں اپنے رسالے میں شائع کرتے ہیں۔ قطعاً کوئی دشمن کی گولی لگ کر شہید نہیں ہوتا یہ دھوکہ دیتے ہیں۔ عطاء اللہ نامی لڑکے کو دریا میں اٹھا کر لے گئے اور اسے بیچ منجدھار میں لے جا کر چھوڑ دیا اور لکھ دیا کہ تقریباً شہید ہوا۔ مولانا عبدالرشید راشد کے بچے عبدالرؤف جانباز کو اس طرح مارا کہ وہ کتاب پڑھتے ہوئے جا رہا تھا۔ ان کی

اپنی ایک چھوٹی سی توپ ہے۔اس میں سے چھوٹا سا گولا نکلتا ہے۔اس کے نکلتے ہی وہ دریا میں گر جاتا ہے۔اس طرح مولانا عبدالرفیق سلفی کے بچے اور دیگر بچوں کو یہ مارتے رہتے ہیں۔

سوال: اگر آپ کی بات صحیح بھی مان لیں تو ان بچوں کے قتل سے ان کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے؟

جواب: یہ وسائل، گاڑیاں، ائیر کنڈیشن دفاتر، دولت یہ سب انہی شہداء کے قتل کی قیمت ہی تو ہے جو انہوں نے عربوں اور پاکستان کے سادہ لوح ''اہلحدیثوں'' سے وصول کی ہے۔ یہی فائدہ ہے بچوں کے قتل کا۔ مسقط، بحرین، کویت اور دیگر بیرون ممالک ان کے بنک بیلنس موجود ہیں۔ حقیقت یہ تھی کہ احمد مسعود نامی انہی کے ایک لڑکے کی فائرنگ سے میرا بچہ شہید ہوا۔اس نے دو فائر کیے آپ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر ایک فائر ہو تو اسے قتل خطا کہا جاتا ہے۔ لیکن دو فائر سے قتل خطا والی بات نہیں رہتی۔

سوال: آپ کو کس ذریعے سے پتہ لگا کہ آپ کا بیٹا احمد مسعود نامی لڑکے کی فائرنگ سے ہلاک ہوا ہے۔

جواب: ''الدعوۃ'' کے ہی کچھ افراد ان کے بڑے لیڈروں کے کرتوت دیکھ کر ان سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ان میں معسکر طیبہ کے امیر یاسین اثری اور معسکر اقصیٰ کے امیر محمد اشتیاق اور ایک دو اور افراد شامل تھے۔انہوں نے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔یہ لوگ وہیں ہوتے تھے جہاں میرا بیٹا شہید ہوا ہے۔ یہ ساری صورتحال سے واقف تھے۔لیکن جب مجھے حقیقت حال کا علم ہوا تو میرے دل کو شدید دھچکا لگا۔ میں نے پروفیسر سعید صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگے: قاری صاحب وہ بچہ بڑا نیک ہے جس کے ہاتھ سے ہوا فائر ہو گیا۔جو ضیاء الحفیظ کو لگ گیا۔وہ کہتا ہے مجھے نہیں پتہ کس طرح مجھ سے فائر ہو گیا۔

سوال: حافظ سعید صاحب نے آپ کے سامنے اس بات کا اعتراف کیا کہ ضیاء الحفیظ کیونٹ کی گولی سے نہیں مرکز الدعوۃ ہی کے کسی لڑکے کے فائر سے شہید ہوا جو غلطی سے چل گیا؟

جواب: ہاں بالکل پروفیسر سعید (صاحب) نے اس بات کا اقرار کیا اور جس لڑکے سے گولی لگی اس کا نام بتایا۔براہ مہربانی آپ اس طرح لکھیں جس طرح میں کہہ رہا ہوں۔ میں پوری

ذمہ داری سے بات کہہ رہا ہوں۔ اگر قوم کا ایک بچہ بھی ظلم و بربریت سے بچ جاتا ہے تو آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔

سوال: کیا ابتداء میں مرکز الدعوۃ والوں کو بھی واقعہ کا صحیح علم نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے مجلہ الدعوۃ میں حقیقت کے برعکس رپورٹ شائع کی؟

جواب: پتہ کیوں نہیں تھا۔ جناب سب پتہ تھا۔ مجلہ الدعوۃ میں جان بوجھ کر جھوٹی رپورٹ مہارت سے بنا کر چھاپی گئی۔ یہ مجلہ الدعوۃ والوں کی عادت ہے۔ وہ عوام کو کیش کرانے کیلئے جھوٹے اور من گھڑت شہادتوں کے واقعات بالکل افسانوی انداز میں لکھ کر چھاپتا ہے۔ یہاں آپ مجلہ الدعوۃ میں چھپنے والی رپورٹوں کی صحت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب وہ ایک عالم دین کے بیٹے سے متعلق جھوٹی اور من گھڑت رپورٹ شائع کر سکتے ہیں تو عام اہلحدیث خاندان کیا حیثیت رکھتے ہوں۔

سوال: اس بات میں کہاں تک صداقت ہے کہ مرکز الدعوۃ نے آپ کو بطور دیت کچھ رقم ادا کر دی ہے؟

جواب: یہ جھوٹ ہے۔ انتہا کر دی ہے چالبازی کی۔ انہوں نے چالیس ہزار کا ڈرافت چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں پنجاب اور کراچی میں بھی تقسیم کیے ہیں۔ مجھے بتائیں ایسا دنیا میں کونسا بنک ہے جو پیسے مجھے دے دے اور چیک ان کے حوالے کر دے۔ کتنا بڑا مذاق ہے اس شخص کے ساتھ جس کا کلیجہ چھیدا گیا ہے۔ ضیاء الحفیظ کی والدہ اس غم میں پاگل ہوگئی ہے۔

سوال: الدعوۃ والوں کی شرعی عدالت میں بھی مسئلے کو اٹھایا گیا؟

جواب: ایسی شرعی عدالت جس کے جج مفتی عبدالرحمٰن صاحب تھے جو اُن کے اپنے آدمی تھے۔ جن کو میں قتل میں ملوث کہتا ہوں۔ ان کا کھا کر ان کا پی کر ان سے تنخواہ لے کر ان کے اسی کمروں میں بیٹھ کر فیصلہ کریں۔ ہم مقتولوں کا کہاں کا انصاف ہے؟ مفتی عبدالرحمٰن (صاحب) نے راولپنڈی میں یہ جھوٹ بولا کہ میں نے قاری عبدالحفیظ کو (پانچ لاکھ یا غالباً دس لاکھ کہا تھا) دس لاکھ روپے دیے ہیں۔ اسی طرح مرکز الدعوۃ کے ہی آدمی عبدالغفار اعوان (صاحب)

نے میرے داماد کو کہا کہ اگر ہم نے اسے مارا ہے تو اس کی قیمت بھی ادا کر دی ہے۔

سوال: شرعی اصطلاح میں لفظ جہاد کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب: جدوجہد کے معنوں میں کوشش کے معنی میں ہاتھ سے تلوار سے زبان سے قلم سے کی جانیوالی ہر وہ کوشش جس کا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی ہو جہاد ہے۔ جہاد کے مفہوم کو ایک خالص مقصد کے تحت محدود کیا جا رہا ہے۔ وہ خالص مقصد دولت اکٹھی کرنا ہے۔ مرکز الدعوۃ اور اس کے لیڈر خود اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں جہاد وہاں نہیں ہے بلکہ یہ ان کا کاروبار ہے۔ اگر یہ جہاد کشمیر کو واقعی جہاد سمجھتے تو ان میں سے کسی کا بچہ وہاں شہید ہوا ہوتا کوئی زخمی ہوا ہوتا۔ لیکن اپنے بچوں کو بچا کر رکھتے ہیں۔ دوسروں کے بچوں کو مرواتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود اس کام میں مخلص نہیں ہیں عوام اہلحدیث بڑی سادہ لوح ہے۔ انہوں نے گہرائی میں جا کر نہیں دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ کوئی لمبی داڑھی رکھ لے اور شلوار ٹخنوں سے اوپر کر لے بس اس پر اعتماد کر لیں گے۔ باقی خواہ وہ لڑکیاں بیچتا رہے یا پوری جماعت کو بیچ کر کھا جائے اس کو کچھ نہیں کہیں گے۔

سوال: قرآن ہمیں کسی کی مخالفت میں حد سے آگے نکلنے سے منع کرتا ہے۔ آپ عوامی اجتماعات میں ان کے خلاف بڑی سخت زبان استعمال کرتے ہیں، ایسا کیوں کرتے ہیں؟

جواب: میرے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ میرا حق ہے کہ جن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ ان کے خلاف آواز بلند کروں یہ میرا وہ حق ہے جو مجھے قرآن نے دیا ہے۔ (ترجمہ) اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ کوئی کسی کو اعلانیہ برا کہے، مگر وہ جو مظلوم ہوا۔ اگر میں عوامی اجتماعات میں اعلانیہ مخالفت کرتا ہوں۔ تو میرا یہ عمل قرآن کے عین مطابق ہے...... ان لوگوں نے اپنی شلواریں پنڈلیوں تک لوگوں کو دکھانے کیلئے کی ہیں ان کے نزدیک بس سارا تقوئی اس میں ہے۔ (ماہنامہ صراط مستقیم کراچی ماہ اکتوبر 1994ء)

-------- ✿ --------

وہابی مولوی عبدالحفیظ کے دوعدد خطوط الدعوہ کی نقاب کشائی

1- وہابی عالم قاری عبدالحفیظ ملک مجتبیٰ حسن کے نام اپنے ایک خط میں الدعوہ والوں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"میرا بیٹا عبدالحفیظ ظلماً شہید کر دیا گیا۔ اسلام کے نام پر میرا بچہ نکلا مگر سفاک درندہ پروفیسر سعید مرکز الدعوہ کے امیر نے ذبح کر دیا اور قتل کر دیا گیا۔ مجھے انصاف دلاؤ میں مظلوم ہوں"۔

2- اپنے دوسرے خط میں یہی وہابی مولوی لشکر الدعوہ والوں کے مکروفریب سے آگاہ کرتے ہوئے کسی اپنے شاہ صاحب کے نام خط میں لکھتے ہیں کہ

"مکروفریب دجل کی پٹی سعید (پروفیسر) کے چہرہ سے اُتر چکی ہے سیاہ چہرہ مکروہ خدوخال راہ عام سے عوام کے سامنے آرہی ہے کذاب ترین ابوجہل سے بدتر پروفیسر سعید ہر جگہ جھوٹ بولتا ہے"۔ (ملخصاً)

ان خطوط کی فوٹو کاپی فقیر کے پاس موجود ہے۔

اس کے علاوہ ایک پمفلٹ شائع ہوا، قاری عبدالحفیظ کی فریاد اس میں وہابی قاری عبدالحفیظ کے خطبہ جمعہ 8 اپریل 1994ء بمقام جامع مسجد ابوبکر اہل حدیث شیخوپورہ روڈ گوجرانوالہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ موصوف نے اپنے مذکورہ خطبہ میں کہا کہ

"جب تک میری جماعت کے ہاتھوں قاتل نہیں آجاتا میری جماعت اس دجال پروفیسر سعید کی کوئی بات سننے کیلئے تیار نہیں...... سب مل کر قرارداد پیش کرو۔ جب تک ہمارے قاتل پیش نہیں کیے جاتے اس وقت تک اس کافر بے ایمان

پروفیسر سعید اور اس کے ساتھیوں پر لعنت پڑتی رہے گی...... میں ثابت کرتا ہوں کہ اس ظالم (پروفیسر سعید) نے جماعت کے بزرگ مولانا رفیق سلفی گوجرانوالہ کے بیٹے مولانا عبدالرشید گوجرانوالہ کے بیٹے سمیت اور دیگر کئی علماء کے بیٹے ذبح کیے ہیں...... جتنی گولیاں برسائی ہیں ان ظالموں جعل سازوں نے خود (ان پر) برسائی ہیں...... پروفیسر سعید سُن لو ظفر اقبال امیر حمزہ بے ایمان کافر دجال تم سارے سُن لو۔ جب تک ہمارا انتقام پورا نہیں ہو جاتا۔ تم سب تڑپتے رہو گے کتے کی موت مرو گے"۔

مزید کہا: کہ الدعوۃ والے اپنے رسالہ میں خود ساختہ کہانیاں چھاپتے ہیں اس پمفلٹ کے نیچے لکھا ہے۔ (منجانب: ضیاء الحفیظ ایکشن کمیٹی پنجاب)

کھڑے راہزن بشکل راہبر

سلفیہ اہلِ حدیث رائزنگ پاکستان

اس عنوان سے سلفیہ اہل حدیث رائزنگ پاکستان کی جانب سے اشفاق گوندل کی تحریر بشکل پمفلٹ شائع ہوئی ہے۔اس میں سے بعض اقتباسات ہم نقل کررہے ہیں غور فرمائیے۔

اس کو وہابی رسالہ صراط مستقیم نے بھی شائع کیا ہے مرکز الدعوۃ والارشاد کے نام سے اہلحدیثوں میں ایک تحریک اٹھی ہے۔جو کہ بظاہر بہت نیک صالح مجاہد اور توحید پرست لوگوں پر مشتمل ہے۔میں خود بھی اس تحریک سے بڑا متاثر رہا ہوں۔لیکن ہماری بدقسمتی کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور نکلے۔اس تحریک کے پیچھے میں نے اسلام دشمن بڑے بڑے ہاتھوں کو دیکھا۔کسی بھی اسلامی تحریک کے راستے میں روڑے اٹکانے یا ناجائز تنقید کرنے کو میں جرم عظیم سمجھتا ہوں۔لیکن میں جب اس تحریک میں صالح مخلص راسخ العقیدہ لیکن تمام حالات سے بےخبر نوجوانوں کو اپنی زندگیاں ضائع کرتے دیکھتا ہوں۔تو میرا دل بھر آتا ہے۔اور میرا فرض ہوجاتا ہے کہ میں شوقِ شہادت کے ان متوالوں کو اپنے مفادات کی بھینٹ چڑھانے والے بشکل راہبر راہزنوں کی تصویر کا دوسرا رخ اور دشمن کے خطرناک عزائم سے آگاہ کروں شہادت بلاشبہ ایک اعزاز ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے، لیکن مومن کی قیمتی جان کو بلاوجہ ضائع ہوتے دیکھ کر انہیں ان لوگوں سے بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔جمہوریت کے یہ دشمن جانتے ہیں کہ کشمیر کا فیصلہ واشنگٹن میں بیٹھ کر بےنظیر کلنٹن بطرس غالی نے کرنا ہے۔انہیں یہ معلوم ہے کہ آپس میں نااتفاقی اور آپس کی گہری دشمنی کی وجہ سے یہاں اسلام کا نفاذ ناممکن ہے۔جمہوریت کی بحالی کشمیر کا مقدمہ ہے۔تو پھر قوم کے معصوم مخلص اور نیک لوگوں کو بھڑکا کر قتل کروانے کے پیچھے کون سے عوامل ہیں......

کروڑوں روپے کی جائیدادیں کہاں سے بنیں۔ شیخ عبدالعزیز کن ہاتھوں میں کھیل کر الدعوہ والوں کو استعمال کر رہا ہے ان لمبی لمبی داڑھیوں بڑے اور بکھرے ہوئے گرد آلود بالوں اور ننگی پنڈلیوں کے تقویٰ کے پیچھے کیا چھپا ہے۔ قارئین! خدا کیلئے اس مضمون کو تعصب سے بالاتر ہو کر پڑھیں اور سوچیں کہ یہ لوگ ہمیں کہاں دھکیلنا چاہتے ہیں...... جب ان (الدعوہ والوں) کا پول کھلا، کہ جہاد تو مقبوضہ وادی میں گوریلہ کارروائیوں کے ذریعے ہو رہا ہے۔ یہاں نہ تو محاذ جنگ ہیں اور نہ فتوحات کا سلسلہ تو بریلویوں کی ایک تنظیم البرق کے ذریعے پہنچائے گئے وار البرق والوں کو کہا گیا کہ ہمیں ان کی شہادت کی خبر جلد از جلد ملنی چاہیے۔ تاکہ ہم مجلہ الدعوۃ میں چھاپ کر لوگوں کو بتائیں کہ ہم کشمیر کے اندر بھی جہاد کر رہے ہیں...... پاکستان میں آ کر مجلہ الدعوہ دیکھا۔ تو اس میں ان کی کاروائیوں وہ سٹوریاں رقم تھیں جن کا حقیقت کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ دوسرا جھوٹ: ایک طرف جہاں انہوں (الدعوہ والوں) نے اپنے آپ کو جہاد کا سب سے بڑا ٹھیکیدار کہہ کر جھوٹا پراپیگنڈا کیا۔ وہاں دوسری طرف اپنے آپ کو مجاہدین کا پشتبان کہہ کر ان کے نام پر چندہ جمع کرنے کی مہم کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ مثلاً مجلہ الدعوہ فروری 1990ء کو ٹائیٹل پر اشتہار دیا کہ مقبوضہ وادی سے 50 ہزار مہاجرین ہجرت کر کے مظفر آباد پہنچ گئے۔ اور ان کیلئے مرکز الدعوہ والارشاد نے ایک مرکز قائم کیا ہے۔ جہاں ان کی دیکھ بھال جاری ہے اس لیے اپنے لوگوں کیلئے دل کھول کر ہمیں عطیات دیجئے، حالانکہ فروری 1990ء میں چار پانچ سو مہاجرین بھی نہ پہنچے تھے۔ اور نہ ہی آج تک دعوہ والوں نے ان کیلئے کوئی مرکز قائم کیا ہے۔ صرف چندہ جمع کرنے کیلئے جھوٹ پر جھوٹ بول رہے تھے۔ ستمبر 1990ء کے شمارہ میں امیر حمزہ صاحب لکھتے ہیں: ''ایک ہزار مہاجرین کا قافلہ مزید آزاد کشمیر پہنچ گیا ہے۔ اور یوں مکمل تعداد 1500 ہو گئی ہے''۔ اب سے سات ماہ قبل پچاس ہزار تھی۔ اور اب ایک ہزار کے آنے کے بعد بھی صرف 1500 ہے۔ (الامان الحذر)

جھوٹ ہی جھوٹ:

مجلہ الدعوۃ میں غازیوں اور شہیدوں کی جھوٹی کہانیاں اس قدر مبالغہ آرائی کے ساتھ لکھی جاتی ہیں کہ کشمیری مجاہدین یا کشمیر کے حالات جاننے والے لوگ یہ پڑھ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں کہ ان مجاہدین کی رہنمائی کبھی بلی کر رہی ہے کبھی ریچھ کبھی سانپ پہرہ دے رہا ہوتا ہے، کبھی ریچھ کے پاخانے پر نمازیں ادا کی جارہی ہیں اور کبھی تمام کپڑے گولیوں سے چھلنی ہو جاتے ہیں کپڑوں میں سوراخ ہو جاتے ہیں اور جسم پر خراش تک نہیں آتی۔ کبھی ایک مکے سے بیسیوں بھارتی فوجیوں کو ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے اور کبھی ان کے خنجر ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کے رخ بدل دیتے ہیں کبھی ان کا نام سنتے ہی دشمن کانپ کر بھاگ اٹھتے ہیں کبھی ریچھ ان کی میزبانی کر رہا ہے اور کبھی بندر، کبھی ہزاروں فٹ بلند پہاڑوں سے گرتے ہیں کپڑے تار تار ہو جاتے ہیں خود بھی خوف سے بے ہوش ہو جاتے ہیں لیکن جسم پر خراش تک نہیں آتی اور کئی ایک شہیدوں کے تو معرکے پڑھ کر ہم تھک جاتے ہیں اور چند دن کے بعد ان سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ جب وہ زندہ واپس لوٹ آتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ آخر اہل حدیث عوام کو کب تک دھوکے میں رکھیں گے۔

(ہفت روزہ صراط مستقیم برمنگھم 1996ء 25-22)

دعوت غور و فکر

قارئین کرام! ہم نے تفصیلاً خود وہابی علماء سے ان کی جماعت الدعوۃ کی دہشت گردی، دھوکہ دہی فراڈ کا ذکر کر دیا ہے انصاف سے غور فرمائیے۔

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زبان میری ہے بات ان کی

اور ہم یوں بھی کہیں تو بھی مبالغہ نہ ہوگا۔

نہ تم خباثت یوں کرتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز تمہارے نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

پروفیسر طالب الرحمٰن پنڈوی:

گزشتہ صفحات میں آپ نے خود وہابی علماء کی زبانی وہابی ترجمان جماعت الدعوہ والارشاد لشکر طیبہ کی دھوکہ دہی فراڈ کی داستان ملاحظہ فرمائی ہے۔ اس دھوکہ دہی کو مشہور وہابی مناظر پروفیسر طالب الرحمٰن آف راولپنڈی نے بھی بیان کیا ہے۔

وہابی مناظر پروفیسر طالب الرحمٰن نے جماعت الدعوہ، لشکر طیبہ کے باطل نظریات ور ان کی دھوکہ دہی کی نقاب کشائی میں ایک کتاب "بارود" لکھی ہے جسے مرکزی جمعیت اہل حدیث سرکلر روڈ راولپنڈی نے شائع کیا ہے یہ کتاب بھی فقیر کے پاس موجود ہے۔

اختصار مانع ہے ورگرنہ اس میں سے بھی اقتباسات نقل کر دیتے۔

الدعوہ والوں کے شہیدوں کے غائبانہ جنازوں پر وہابی مفتی کا تبصرہ

وہابیہ کے مفتی ثناء اللہ مدنی لکھتے ہیں کہ:

شہید معرکہ کے بارے نماز جنازہ اگرچہ اختلافی مسئلہ ہے لیکن اس بارے میں راجح رائے یہی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے شہید معرکہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، خلافت راشدہ اور بعد کے ادوار میں شہدائے معرکہ کی نماز جنازہ کا رواج نہیں ہوا، کجا یہ کہ غائبانہ جنازہ ہو...... غائبانہ جنازہ آج کل بعض جماعتیں اپنے مخصوص گروہی مقاصد کیلئے کشمیر وغیرہ میں شہید ہونیوالوں کی غائبانہ نماز جنازہ کیلئے وہ تمام اشتہاری وسائل اختیار کرتی ہیں جو سیاست دان انتخابی سیاست میں استعمال کرتے ہیں حالانکہ کسی کی موت پر یہ انداز اعلان اس جاہلیت کی مذموم رسم (موت کا اشتہار دینا) میں شامل ہے جس کی ممانعت احادیث میں صراحتاً آئی ہے حضرت حذیفہ اس احتیاط کے پیش نظر موت کی اطلاع اقرباء تک کو بھی نہ دیتے تھے۔ کہ کہیں نعی نہ بن جائے۔ کسی کی موت کی خبر کو حد تک اس کے رشتہ داروں اور قریبی احباب کو اطلاع دینے کا جواز تو موجود ہے لیکن اسی طرح کی اشتہار بازی شریعت میں سخت ناپسندیدہ انہی کی مذکورہ بالا صورت دیکھی جائے، تو ایسے غائبانہ نماز جنازہ کی بھی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے...... انسان کی موت برحق ہے وار شہادت ایک اعزاز بھی ہے تاہم رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی شہادت پر کبھی خوشی نہیں منائی، بلکہ جعفر طیار کے حادثہ کے بعد ایک عرصہ تک آپ کے چہرے پر غمی کے آثار نمایاں رہے جو لوگ شہداء کی موت پر خوشیاں مناتے ہیں

انہیں غور کرنا چاہیے کہ اگر آج کسی دوسرے کا بھائی بیٹا شہید ہوا تو کل یہی واقعہ ان کے ساتھ بھی پیش آ سکتا ہے۔ ان کا ایمان نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے صحابہ کے ایمان سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ موت کا صدمہ ایک فطری امر ہے۔ مذکورہ بالا نکات کی روشنی میں ہمارا طرز عمل درست سمت نہیں جا رہا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور 24 جنوری 1997ء ماہنامہ محدث لاہور جنوری 97ء)

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

(کتاب الصلوٰۃ) ص ۸۷۶ تا ۸۸۱

ماخذ و مراجع

1 قرآن مجید
2 صحیح بخاری
3 صحیح مسلم
4 جامع ترمذی
5 سنن نسائی
6 سنن ابوداؤد
7 سنن ابن ماجہ
8 مشکوٰۃ المصابیح
9 صحیح ابن حبان
10 مسند امام احمد
11 مستدرک للحاکم
12 سنن دارمی
13 سنن کبریٰ للبیہقی
14 شعب الایمان للبیہقی
15 الاعتقاد للبیہقی
16 المسند المستخرج علی صحیح الامام المسلم
17 حلیۃ الاولیاء لابی نعیم
18 المعجم الکبیر للطبرانی
19 المعجم الاوسط للطبرانی
20 المعجم الصغیر للطبرانی
21 مسند الشامیین
22 زرقانی شرح مؤطا
23 زرقانی شرح مواہب اللدنیہ
24 کتاب الثقات لابن حبان
25 السنۃ لابن ابی عاصم
26 السنۃ للمروزی
27 السنن الواردہ فی الفتن
28 الشریعۃ للآجری
29 مصنف ابن ابی شیبہ
30 التمہید
31 فتح الباری
32 عمدۃ القاری
33 مجمع البحرین
34 مجمع الزوائد
35 الاصابہ
36 عمل الیوم واللیلہ
37 نصب الرایہ
38 تاریخ الکبیر للبخاری
39 تاریخ الصغیر للبخاری
40 الاستیعاب
41 تفسیر ابن کثیر
42 میزان الاعتدال

Scanned by CamScanner

وہابی مذہب کی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
1	زادالمعاد	ابن قیم
2	نیل الاوطار	قاضی شوکانی
3	الدرالبھیہ	قاضی شوکانی
4	ارواءالغلیل	ناصرالدین البانی
5	احکام الجنائز	ناصرالدین البانی
6	فتاویٰ اہل حدیث	عبداللہ روپڑی
7	فتاویٰ علمائے حدیث	علی محمد سعیدی
8	عرف الجادی	نورالحسن بھوپالی
9	سنن ابن ماجہ	وحیدالزماں حیدرآبادی
10	لغات الحدیث	وحیدالزماں حیدرآبادی
11	فقہ محمدیہ	مولوی ابوالحسن
12	ظفرالمبین	مولوی ابوالحسن
13	صلوٰۃ الرسول	صادق سیالکوٹی
14	نماز نبوی	ڈاکٹر شفیق الرحمٰن
15	القول المقبول	مولوی عبدالرؤف
16	تنظیم اہل حدیث	۱۱جون ۱۹۶۵ء

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کا
قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلّل ثبوت

دُعا بعد نمازِ جنازہ
کا طریقہ اور ثبوت

مؤلف

مولانا محمد ریاض رضا ہاشمی عطاری نصیرپوری

ملنے کا پتہ
میلاد پبلیکیشنز
دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
☎ 042-7220939
Mobile 0333-4503530

امام احمد رضا قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

مخالفین کی نظر میں

مؤلف

مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

میلاد پبلیکیشنز
دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ لاہور

مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنے کا ثبوت

مصنف
مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا مبلغ اہلسنت
حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

ناشر
میلاد پبلیکیشنز
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
☎ 042-7220939
Mob: 0331-4501530